ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸/ نومبر سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⊙ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَقِیْلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ ، وَقِیْلَ اَبُوْ لَیْلٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ وَ قَالَ : " اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَ سَلُوْا لَہُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّہُ الْاٰنَ یُسْئَلُ ،، (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

ترجمہ : حضرت ابو عمرو یا ابو عبداللہ اور ان کی کنیت ابولیلیٰ بھی نقل کی گئی ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مردہ کے دفن سے فارغ ہوتے ، تو اس کے پاس ٹھہرتے اور پھر ارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو ، اور اس کے لئے (جواب دہی کے وقت) ثابت قدمی کا سوال کرو اس لئے کہ اس سے اس وقت سوال کیا جاتا ہے (ابوداؤد)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : اِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَاَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقْسَمُ لَحْمُھَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّیْ " ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ ،

ترجمہ :- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے — کہ انہوں نے (اپنی موت کے قریب) فرمایا ، کہ جب تم مجھ کو دفن کر چکو ، تو ٹھہرے رہو ، میری قبر پر بقدر اونٹ ذبح کئے جانے اور اس کا گوشت تقسیم کئے جانے کے تاکہ میں تم سے انسیت حاصل کر سکوں اور جان لوں اس چیز کو کہ اپنے پروردگار کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں — (مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَ اُرَاھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَھَا مِنْ اَجْرٍ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا ؟ قَالَ : " نَعَمْ ،، (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کی ماں کا اچانک انتقال ہو گیا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ بات کر سکتیں تو خیرات کرتیں تو ان کو ثواب ہو گا ، میں اگر اب ان کی طرف سے صدقہ کروں آپ نے فرمایا جی ہاں ! (ثواب ملے گا ، بخاری و مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ ، صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ ، اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ .. یَدْعُوْ لَہٗ " (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جائے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں ، ایک صدقہ جاریہ ، یا وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جا سکے ، یا اس کا نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے (اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَۃٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ،، ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ،، وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا وَجَبَتْ ؟ فَقَالَ ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ، وَ ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَہُ النَّارُ ، اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ " (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ :- حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رض کی ایک جماعت کا ایک جنازہ پر سے گزر ہوا ، تو اس کی بھلائی کی تعریف کی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — واجب ہو گئی ، پھر یہ جماعت ایک اور جنازہ کے قریب سے گزری اور اس کی برائی بیان کی ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی - تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا ، کہ یا رسول اللہ ! کیا چیز واجب ہو گئی ، آپ نے فرمایا کہ اس جنازہ کی بھلائی کی تم تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی - اور اس جنازہ کی تم نے برائی بیان کی ، سو اس کے لئے نار دوزخ واجب ہو گئی اور تم زمین پر اللہ رب العزت کے گواہ ہو (اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ہے

عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَجَلَسْتُ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَمَرَّتْ بِھِمْ جَنَازَۃٌ فَاُثْنِیَ عَلٰی صَاحِبِھَا خَیْرٌ فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰی فَاُثْنِیَ عَلٰی صَاحِبِھَا خَیْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَۃِ فَاُثْنِیَ عَلٰی صَاحِبِھَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ، قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ : فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؟ فَقَالَ قُلْتُ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ،، اَیُّمَا مُسْلِمٍ شَھِدَ لَہٗ اَرْبَعَۃٌ بِخَیْرٍ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ ،، فَقُلْنَا

ہفت روزہ

فون ۶۷۵۴۵

سالانہ چندہ ۱۱ روپے



لاہور

ایڈیٹر مناظر حسین نظر

ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد نمبر ۹ | ۸ نومبر ۱۹۶۳ء ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ | شمارہ نمبر ۲۷

سانحۂ ارتحال

(بخاری)

ادارہ ہفت روزہ خدام الدین نہایت افسوس سے اعلان کرتا ہے کہ "خدام الدین کے اولین ایڈیٹر اور اولین مینجر چوہدری عبدالرحمان خاں صاحب ۳۱ اکتوبر ۶۳ء صبح آٹھ بجے طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

یہ سانحہ ہمارے لئے انتہائی جان گسل ہے۔ چوہدری صاحب علیہ الرحمۃ کا تعلق اس پرچہ سے ہے۔ وہ وہی ہے جو مصوّر کو تصویر سے اور باغباں کو باغ سے ہوتا ہے انہوں نے اس پرچہ کو خون پسینہ ایک کرکے پروان چڑھایا۔ اگرچہ برکت اور کرامت حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی شریک کار تھی اور انہی کی قیادت باسعادت میں تبلیغ واشاعتِ دین کی راہ مستقل طور پر استوار ہوئی۔ چوہدری صاحب مرحوم کی خوبیاں اَن گنت ہیں اور جن سے ایک عالم واقف ہے۔ فرائض کی ادائیگی میں جان ہار دیتے تھے۔ امانت و دیانت میں بے مثال تھے ـــــ خدمت دین کا ایسا جذبہ دل میں موجزن تھا کہ کوئی دنیاوی رکاوٹ اس کی تکمیل میں سدِّراہ نہ بن سکی۔ دنیاوی مصلحتوں کا نام تک زبان پر نہ لاتے تھے۔ انہی ذاتی خوبیوں کی بنا پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایسی خدمت کے لئے چُنا ـــــ حضرت رحمۃ اللہ کا یہ انتخاب بھی قابل داد تھا اور چوہدری صاحب مرحوم نے بھی اس فرض کو اس طرح نبھایا، کہ شاید کوئی دوسرا اس طرح یہ کارِ خیر سرانجام نہ دے سکتا ـــــ بس نہ ہماری زبان میں طاقت ہے اور نہ قلم میں یارا کہ چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیش بہا دینی خدمات پر انہیں ان کے شایان شان خراج عقیدت پیش کرسکیں۔

یہ چند الفاظ اس استدعا کے ساتھ قلمبند کئے جا رہے ہیں کہ قارئین حضرات اس اطلاع سے مطلع ہو جائیں اور مرحوم و مغفور کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا فرمائیں ـــــ ہم چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور فرزندان ارجمند چوہدری خورشید انور صاحب، چوہدری ظفر اقبال صاحب، حافظ محمد اسلم صاحب مولوی آفتاب احمد صاحب اور چوہدری شفاعت احمد صاحب اور دیگر اعزّہ کے ساتھ نہایت خلوص دل سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور ان کے اس حزن و ملال میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ نیز مرحوم کے ورثا کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں ایسے عظیم القدر باپ کے نقش پر چلائے۔ آمین یا رب العالمین۔

عُلماءِ کرام سے اپیل

آج کل ملک کی دینی فضا پر جس طرح حوادث کے بادل منڈلا رہے ہیں، شریعت حقہ جس انداز سے مظلومی کا شکار ہے اور بے حیائی و بے دینی کے سیلاب عظیم میں جس طرح ملت کی کشتی بہی چلی جا رہی ہے اُسے دیکھ کر ہر حساس مسلمان کا جی چاہتا ہے کہ وہ خون کے آنسو روئے اور اپنی جان پر کھیل کر بھی شریعت حقہ کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے مگر نہ جانے وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں دین کی باگ ڈور ہے کیوں ٹس سے مس نہیں ہوتے اور متحد ہوکر باطل پرستوں کی سرکوبی نہیں کرتے۔ جہاں تک شواہد کا تعلق ہے۔ دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ علماء کی اکثریت منقار زیر پر ہے۔ ہاں وہ علماءِ حق اور مردانِ کار اس سے مستثنےٰ ہیں، جن کے بزرگوں نے دار و رسن کو چوما، بالاکوٹ کی روایات کو زندہ کیا اور مالٹا کی جیلوں کو آباد کیا تھا اور یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ حق گوئی و بیباکی کی روایات انہیں کے دم قدم سے زندہ ہیں۔

ہم اس نازک موقع پر جبکہ بے دین قوتیں دین کے خلاف صف آرا ہیں۔ حدیث و فقہ کی عظمت کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کردینے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور بعض انتہائی مقتدر اصحاب اپنے منصب سے تجاوز کرکے علی الاعلان مفتی بننے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ تمام علماءِ اہل سنت سے خواہ وہ کسی فرقہ سے متعلق ہوں اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے فروعی اختلافات سے قطع نظر متحد ہوکر بے دینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو بند باندھیں اور باطل پرست قوتوں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں ـــــ

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبدالوحید صاحب پی سی ایس سول جج درجہ اول لاہور ـــــ درخواست ۲۲/۵ بابت ۶۳ء

غلام مصطفےٰ بالغ، گلزار محمد، مختار محمد، نابالغان پسران، مسماۃ شاہدہ نابالغہ دختر فتح محمد مرحوم ـــــ بذریعہ غلام مصطفےٰ برادر حقیقی و سرپرست نابالغان، مسماۃ عزیزہ بیگم بیوہ فتح محمد سکنائے مکان نمبر ۸ گلی نمبر ۵ دھرم پورہ لاہور (سائلان)

بنام عوام الناس

درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشین نسبت فتح محمد متوفی

اشتہار بنام:۔ عوام الناس و ہر خاص و عام)

ہرگاہ کہ منجانب سائلان ایک درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشین عدالت ہذا میں گزری ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عوام الناس و ہر خاص و عام مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص مذکور تاریخ ۱۲ ماہ نومبر ۱۹۶۳ء کو بوقت نو بجے صبح مقام لاہور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۲۶ ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

پیشی:۔ ۱۱/۱۲/۶۳ بوقت نو بجے صبح۔

مجلس ذکر ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء ۲ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ

کبیرہ گناہوں سے بچنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا احسان اور شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ہزاروں ہمارے بھائی ایسے ہوں گے، جو سینما دیکھنے میں مشغول ہوں گے اور وقت کو فضول اور لغو کاموں میں خرچ کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مجلس ذکر میں رضاءِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے دُور دُور سے لوگ تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنت و کوشش کو قبول فرمائے (آمین!)

وہ کیا ہی اچھے لوگ ہیں جو سلسلہ خیر کی کڑی بنے ہوئے ہیں، آج بے حیائی اور خرافات کا زمانہ ہے۔ قدم قدم پر گناہوں کے اسباب مہیا ہیں۔ ان برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے کے لئے عملی توڑ یہ ہے کہ آپ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ گھروں میں اللہ کے ذکر کو رائج کریں۔ خود ان برائیوں کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔ ان سے بالکل قطع تعلق کر دیں۔ اپنے باطن کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہ معاف فرما دے گا

کبیرہ گناہ ان کو کہا جاتا ہے جن پر حد شرع قائم ہوئی ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، شراب پینا زنا کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا وغیرہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے گناہوں کے متعلق ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے۔ جس میں سارے گناہ کبیرہ درج ہیں اس کا مطالعہ کر کے ان گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

حدیث شریف میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

کبائر سے تم بچو، صغائر ہم معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت مغفرت کا سلسلہ جاری ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک نماز کے بعد کے گناہ دوسری نماز پڑھنے سے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جمعہ پڑھنے سے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ اور اسی طرح دو رمضانوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مسلم شریف میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک صحابی رضؓ سے کوئی معمولی سا گناہ سرزد ہو گیا، گناہ کبیرہ کی تو وہاں نوبت نہ آئی تھی بہرحال وہ صغیرہ گناہ ہی سے بہت پریشان حال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس پر حضورؐ خاموش رہے اس نے پھر کہا۔ آپؐ پھر خاموش رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا، نماز کے بعد اس صحابی رضؓ نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گناہ کا ذکر کیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز پڑھنے سے تمہارا وہ گناہ معاف ہو گیا۔

میں حضرت رحؒ کے زمانہ حیات میں اچھرہ جمعہ پڑھانے کے لئے جایا کرتا تھا سارا راستہ سائیکل پر سوار گانوں کی آواز کان میں پڑتی رہتی تھی۔ جگہ جگہ ریڈیو اونچی آواز میں گانے نشر کر رہے ہوتے۔ آج کل بے حد عریانی، بے حیائی اور غلط کاری کے اسباب مہیا ہیں۔ صغائر گناہ سے بچنا بے حد مشکل ہو گیا ہے۔ اگر آپ گانا نہیں بھی سننا چاہتے تو بازار میں ضرور آپ کے کان میں گانے کی آواز آئے گی بے پردگی اور بے حیائی کا یہ حال ہے کہ آپ جتنی بھی نظر بچا کر اور سنبھال کر چلیں تجے کسی نہ کسی بے پردہ عورت پر آپ کی نظر بڑھ ہی جائے گی۔ ایسے حالات میں کثرت سے ذکر اللہ، نماز، نوافل، صدقات وخیرات کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اور حتی الامکان کبائر سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ نگاہوں کی حفاظت کی جائے اس سے اللہ تعالیٰ صغائر خود ہی معاف فرما دیں گے۔

حضرت رحؒ ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرنے کے سبب چراغ روشن تھا، ایک دفعہ وہ سنہری مسجد کے پاس سے آ رہا تھا۔ کہ ایک ہندو خوبصورت جوان عورت پر اس کی نظر پڑ گئی، نگاہ پڑنے کی دیر تھی کہ وہ چراغ جو دل میں روشن تھا بجھ گیا۔ بعد میں اس نے بہت کوشش کی۔ لیکن چراغ پھر نہ روشن ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ سے رشتہ بڑا نازک ہے وہ غیر پر نگاہ اٹھا کر دیکھنے سے بھی دلوں کے جلتے ہوئے چراغ گل کر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری میرے سے آشنائی اور غیر سے بھی یاری، میری بھی محبت اور غیر کی بھی محبت، یہ کبھی نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی دوسرے کی محبت دل میں نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر کسی سے محبت ہو تو وہ بھی اللہ ہی کے لئے ہو۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی محبت کے لئے کثرت سے ذکر اللہ کریں کبیرہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کی جائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، نہ ذات میں نہ صفات میں۔ اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے، کہ رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔

اللہ والوں کی صحبت میں جاہل تہجد کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد و بھروسہ پیدا ہو جاتا ہے یہ چیزیں علماء کرام کی صحبت میں نہیں ملتیں، بزرگوں کی صحبت میں مدت مدید تک رہنا ضروری ہے

حدیث میں آتا ہے کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد جلدی سو جاؤ۔ ہمارے حضرت دین پوریؒ کے ہاں رات کو عشاء کے بعد جلدی سو جاتے تھے اور صبح اٹھ کر تہجد پڑھتے تھے

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کے وقت اپنے بندوں کو پکارتے ہیں۔ کہ ہے کوئی معافی چاہنے والا کہ میں اسے معاف کر دوں ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت

باقی برصفحہ ۱۸

خطبہ جمعہ ۱۳ جمادی الثانی ۸۳ھ یکم نومبر ۶۳ء

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدارِ دین اور معیارِ حق ہیں

شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اما بعد!

بزرگانِ محترم!

ہر مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے اور امت مسلمہ اس حقیقت پر ایمان رکھتی ہے کہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے اصل معیارِ حق تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے —

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ —

البتہ تمہارے لئے رسول اللہ ؐ میں اچھا نمونہ ہے۔

مگر چونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اُستاد و مرشد کی قابلیت واہلیت کا اندازہ اس کے شاگردوں اور مریدوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ نے قرآن عزیز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی معیار حق قرار دیا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم کا مستوجب ٹھہرایا ہے

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کے ہاں ہدایت واضح ہو چکی ہے اور مومنین (یعنی صحابہ کرام رض) کے راستہ کے سوا کسی اور راستہ پر چلے گا۔ تو ہم اُسے اسی راستہ کے سپرد کر دیں گے جس پر وہ جا رہا ہے اور (آگے چل کر)، اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا (۱) کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی مخالفت کرے گا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ دین میں اختیار کرے گا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ پر چلنا بھی شرعًا ضروری ہے چنانچہ وہ بھی معیارِ حق ہیں۔ اگر صحابہ رض معیارِ حق نہ ہوتے تو ان کی راہ کے خلاف چلنے والے کو جہنم کا سزاوار نہ ٹھہرایا جاتا۔

انّ بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملۃ و تفترق امتی ثلث وسبعین ملۃ کلّھم فی النّار الّا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللّٰہ قال ما انا علیہ واصحابی (رواہ الترمذی)

ترجمہ! بنی اسرائیل کی قوم بہتر ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئی تھی میری اُمت تہتر ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو گی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ " آپ نے فرمایا وہ فرقہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہے "

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق اور آپ کے اصحاب کا طریق ہی جنت کا راستہ ہے۔ جو شخص حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ رض کے طریقے پر چلے گا کامیاب وکامران ہوگا اور سیدھا جنت میں جائے گا اور جو شخص یا فرقہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقہ کے خلاف کوئی دوسری راہ نکالے گا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معیارِ حق نہیں تسلیم کرے گا۔ اس کا ٹھکانا ٹھیک جہنم ہوگا اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا

دوسری شہادت

عن عمر بن الخطّاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سألتُ رَبّی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحیٰ الیّ یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلۃ النجوم فی السّماء بعضھا اقوی من بعض وَلِکُلٍّ نُورٌ فمن اخذ بشیئٍ مِمّا ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدًی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابِیْ کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین۔

ترجمہ! حضرت عمر بن خطاب رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنی وفات کے بعد صحابہ کے درمیان اختلاف کی بابت دریافت کیا (یعنی یہ کہ ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا۔ اس میں کیا مصلحت ہے۔ خداوند تعالےٰ نے مجھ کو وحی کے ذریعہ آگاہ کیا کہ اے محمد ؐ! تیرے اصحاب میرے نزدیک ایسے ہیں۔ جیسے آسمان پر ستارے۔ بعض ان میں قوی ہیں (یعنی ان میں زیادہ روشنی ہے، بعض ایسے (کہ ان میں کم روشنی ہے) لیکن بہر حال سب روشن ہیں پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کچھ لیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے —

عمر رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے

تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی راہ پر چلنے اور راہ ہدایت پر گامزن ہونے کے لئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلنا ہر مسلمان کے لئے لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ہر صحابی آسمانِ ہدایت کا روشن ستارہ اور مخلوق خدا کے لئے رہنما اور معیار حق ہے۔

تیسری شہادت

عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمسّ النار مسلماً رانی او رای من رانی (رواہ الترمذی)

ترجمہ! جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس مسلمان کو آگ (یعنی دوزخ کی آگ) نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھ کو دیکھا ہو۔

نتیجہ یہ نکلا

کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وجودِ مقدسہ بھی اس قدر پاکیزہ، مطہر اور مبارک تھے کہ ان کی زیارت بھی جنت میں داخلہ کی ضمانت تھی۔

شہادت قرآنی

ارشاد باری تعالے ہے:۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔۔۔

ترجمہ! اور سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد کرنے والوں (یعنی انصار) سے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین وانصار کی اچھی طرح پیروی کی اُن سے اللہ تعالے راضی ہوئے اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

صحابہ رضؓ کی پیروی بھی رضاء الہٰی کا سبب بنتی ہے

آیت بالا میں صرف مہاجرین وانصار سے ہی اپنی رضامندی کا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیروی کرنے والوں کو بھی رضائے الہٰی کے تمغہ سے نوازا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضؓ کی پیروی بھی رضاء الہٰی کا سبب بنتی ہے۔ اگر صحابۂ کرام رضؓ معیار حق نہ ہوتے تو اللہ جل شانہٗ ان کی پیروی کرنے والوں کو اپنی رضا کے تمغہ سے کبھی نہ نوازتے چنانچہ یہ آیت صاف طور پر شہادت دیتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیار حق تھے۔

دوسری شہادت قرآنی

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔۔۔

ترجمہ! پس اگر وہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔

مقصد

یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان ساری امت مسلمہ کے ایمان کے لئے کسوٹی ہے۔ ہر مومن کا ایمان صحابہ رضؓ کے ایمان کی کسوٹی پر کس کر پرکھا جا سکتا ہے اگر وہ صحابہ رضؓ کے معیار پر پورا اترے تو عند اللہ مقبول ہے ورنہ نہیں۔

تیسری شہادت قرآنی

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ۔۔۔ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

(پ ۲۶ سورہ فتح)

ترجمہ! یقیناً اللہ تعالے ان ایمان والوں سے راضی ہو گیا جو درخت کے نیچے (اے نبی کریم) آپ سے بیعت کر رہے تھے پھر اللہ تعالے نے ان کے دلوں کا حال بھی جان لیا۔ تو اللہ تعالے نے ان کے دلوں میں صبر و سکون اطمینان قلبی کی صورت میں نازل کر دیا اور ان کو بہت جلد فتح عطا فرمائی اور بہت سا مال غنیمت بھی عطا فرمائے گا جسے وہ لیں گے اور اللہ تعالے زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ تعالے نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پھر تمہیں اُس نے یہ جلدی دیدی اور اس نے تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے۔ تاکہ ایمان والوں کے لئے یہ ایک نشان ہو اور تاکہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائے۔

محترم حضرات!

یہ آیات قرآنی بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابۂ کبار اور اہل بیت اطہار کی شان اور ان کے کامل ایمان کے بیان میں ہیں۔ جب علام الغیوب خالق و مالکِ کل نے ان حضرات کے ایمان کامل پر اپنی رضامندی کی سندیں عطا فرما دیں تو پھر ان کے متعلق بدگمانی کرنا یا انہیں معیارِ حق نہ قرار دینا اپنے ایمان سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔

اصحاب رسولؐ کی تنقیص کرنے والا زندیق ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ! ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو تم کہو خدا کی لعنت ہو تمہارے اس برے فعل پر (ترمذی)

ابو زرعہ رازیؒ فرماتے ہیں جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ رسولؐ حق ہے اور قرآن حق ہے۔ اور جو رسولؐ لایا ہے وہ حق ہے اور چونکہ ان کو ہم سب تک پہنچانے والے صحابہ کرام رضؓ ہیں تو یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تاکہ کتاب اور سنت کو باطل کر دیں اس لئے انہی کو مجروح کرنا اولیٰ ہے یہی لوگ زندیق ہیں۔

اسی نظریہ کے پیش نظر اہل حق نے ہمیشہ پوری تحقیق کے ساتھ صحابۂ کرام پر عائد کردہ الزامات کے سکت جواب دیئے، حق و باطل میں فرق کیا۔ کھرے اور کھوٹے

باقی ص ۱۵

نفسانی خواہشات

(محمد شفیع عمرالدین ٹھٹھہ)

ہمیں چاہیئے کہ شریعت کا اتباع کریں اور جاہلوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

(الجاثیہ - آیت ۱۸ ع ۲)

ترجمہ! پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقے پر مقرر کر دیا - پس آپ اسی کی پیروی کیجئے - اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے -

حاشیہ حضرت مولانا شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی رح

"یعنی ان اختلافات اور فرقہ وارانہ کشمکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا - تو آپ کو اور آپ کی امت کو چاہیئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے - کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے - مثلاً ان کی خواہش یہ ہے آپ ان کے طعن وتشنیع اور ظلم و تعدی سے تنگ آکر دعوت وتبلیغ ترک کر دیں یا مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اختلاف وتفریق پڑ جائے جس میں وہ لوگ خود مبتلا ہیں - اندریں صورت واجب ہے کہ ان کی خواہشات کو بالکل پامال کر دیا جائے -"

اہل کتاب کی خواہشات

نیز دین اسلام کے صحیح راستہ کو چھوڑ کر اہل کتاب کی خواہشات کا اتباع کرنا ظلم کے مترادف ہے -

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ج وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ لا اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۴۵ ع ۱۷)

ترجمہ! اور اگر آپ ان کے سامنے تمام دلیلیں لے آئیں جنہیں کتاب دی گئی تو بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہیں مانیں گے - اور نہ آپ بھی ان کے قبلہ کو ماننے والے ہیں - اور نہ ان میں کوئی دوسرے کے قبلہ کو ماننے والا ہے - اگر آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کریں گے بعد اس کے آپ کے پاس علم آچکا تو بے شک آپ بھی تب ظالموں میں سے ہوں گے

یعنی

جب اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم قیامت تک کے لئے دے دیا تو اب اہل کتاب کی خواہشات پر چل کر ایک مسلمان کبھی اپنا قبلہ بدل نہیں سکتا - کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالےٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے ظالم ہیں

حاصل یہ نکلا کہ اہل کتاب کی خواہشات پر چل کر اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ایک مسلمان کو نہ کرنی چاہیئے - دین پر محکم رہنا چاہیئے -

دین برحق پر استقامت

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ج وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ج وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ ج وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ط اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ ط لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ ط لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ط اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝

(الشوریٰ آیت ۱۵ ع ۲)

ترجمہ! تو آپ اسی دین کی طرف بلائیے - اور قائم رہیئے - جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے - اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیئے - اور کہہ دو کہ میں اس پر یقین لایا ہوں جو اللہ نے کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے -*

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح

یعنی جب دین حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین وآئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدمؑ و نوحؑ اور ان کے بعد تمام انبیاء (علیہم السلام) دیتے چلے آئے ہیں - آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا ادھر ادھر نہ ہوں - قولاً و فعلاً اور عملاً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں - مکذبین ومعاندین کی خواہشات کی ذرا پرواہ نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو - سچے دل سے یقین رکھتا ہوں - میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں جو اختلاف تم نے ڈالے ہیں ان کا منصفانہ فیصلہ دوں - اور تبلیغ احکام وشرائع یا فصل خصومات میں عدل و مساوات کا قانون قائم رکھوں -

ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اُسے بے تکلف تسلیم کروں جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کی طرف بلاؤں تم سے پہلے خود احکام الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اس کا کامل فرمانبردار بندہ ہونا ثابت کروں - کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے - اس لئے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہیئے - اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا تم سے کچھ تعلق نہیں ہم دعوت وتبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں - ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے - وہ ہی اس کے آگے آئے گا - چاہیئے کہ اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار رہے آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث وتکرار کی ضرورت نہیں - سب کو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے - وہاں جا کر ہر ایک کو کو پورا پتہ لگ جائے گا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے

تنبیہ

یہ آیات مکی ہیں - قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں -"

اتباع قرآن کریم!

دوسروں کی خواہشات کو ٹھکرا کر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث کا اتباع کرے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ؀ (الرعد آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے یہ کلام اتارا کتاب عربی زبان میں اور اگر تو ان کی خواہش کے مطابق چلے بعد اس علم کے جو تجھے پہنچ چکا ہے تیرا اللہ سے کوئی حمایتی اور بچانے والا نہ ہوگا۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کس حد تک ہم قرآن کریم کے احکام پر چلتے ہیں۔ ہمیں قیامت کے دن کی بازپرس سے خائف رہنا چاہیئے جس دن حضرت شفیع المذنبین خاتم النبیین سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہماری شکایت کریں گے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ؀

(الفرقان آیت ۳۰)

اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

غافل اور ہوا پرست

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ غافلوں اور ہوا پرست لوگوں کی صحبت سے کنارہ کریں۔ تبع قرآن نیکوں اور اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے والے حضرات کے ساتھ بود و باش رکھیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ؀ (الکہف آیت ۲۸)

ترجمہ! تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد غافل کر دیا ہے۔ اور اپنی خواہش کا تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی یاد سے جو بیگانے ہیں۔ ان کی صحبت سے ایسا بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلائے۔ آمین)

قرارداد تعزیت

بورسٹل جیل کے سکول میں حضرت شیخ التفسیرؒ کی رفیقۂ حیات کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں قیدی طلبۂ کا ایک اجلاس ہوا جس میں جناب ہیڈ ماسٹر حافظ محمد امین صاحب نے فرمایا کہ مرحومہ نے اسلام کی خدمت کے لئے اپنی ساری زندگی حضرت لاہوریؒ کے ساتھ نہایت عسرت اور صبر و شکر سے گزاری اور اپنے بچوں کو بہترین عالم دین بنایا ——

آخر میں تمام قیدیوں نے عفیفہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آپکے پسماندگان حضرات کے لئے ہمدردی اور صبر جمیل کی دعا کی۔ تین ختم قرآن کا ثواب مرحومہ کی روح پر فتوح کو پہنچایا گیا۔ اور دعا کی گئی کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان اسی جذبے سے دین کی خدمت میں لگے رہیں جو مرحومہ کی زندگی میں کارفرما رہا۔

شریک غم۔ محمد افضل سیکرٹری بزم ادب بورسٹل جیل۔ لاہور

اطلاع

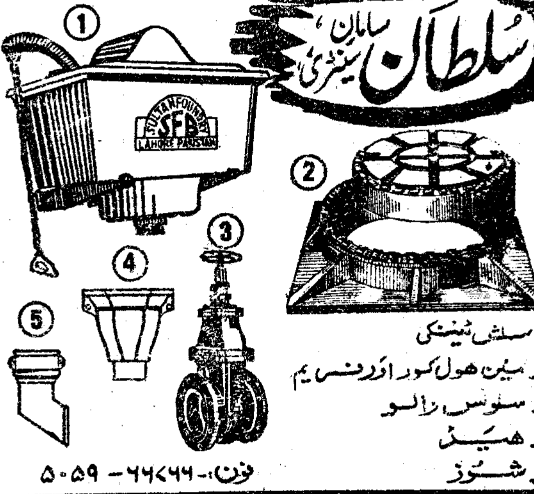
مولوی محمد اسحاق سلیمی صاحب سابق ملازم جامعہ مدنیہ اوکاڑہ کو بذریعہ اخبار پہلے بھی اطلاع دی گئی تھی کہ مدرسہ کے حساب بیباق کریں اور رسید بک مدرسہ جامع مدنیہ اوکاڑہ کو واپس کریں لیکن اب تک انہوں نے ایسا نہیں کیا اب پھر اطلاع دی جاتی ہے کہ جلد از جلد مدرسہ پہنچ کر مدرسہ کا حساب چکایئے۔

منجانب مجلس شوریٰ جامعہ مدنیہ اوکاڑہ

ضروری گزارش

کوئی صاحب میرے کمرے سے "سلک المرجان فی مصادر القرآن" جو حضرت امام اہلسنت حجۃ الاسلام مولانا محمد عبد الشکور فاروقی لکھنویؒ کا قلمی مسودہ ہے۔ کلک کے قلم و کالی روشنائی سے نہایت پیارے خط میں تحریر ہے لے گئے ہیں براہ کرم پھر کمرے میں رکھ دیں تاکہ رسالہ چھپ جائے اور اہل علم طبقہ اس سے مستفید ہو سکے

ناچیز محمد عبد الغنی الفاروقی لکھنوی — مکتبہ فاروقیہ وحید آباد۔ نیو گولیمار کراچی ۱۸



غازی خدا بخش

ہمارے مذہبی سیاسی راہنما

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

اسیر مالٹا

جب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ اور آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو گرفتار کر کے انگریز نے مالٹا میں قید کر دیا اور یہ خبر ہندوستان کی راہ سے قابل پہنچی تو حضرت مولانا سندھیؒ وہاں قصر شاہی کی عین العمارت میں مقیم تھے ان کے سیکرٹری جناب ظفر الحسن صاحب تھے جو انگریزی زبان کے روز مرہ کے سیاسی لٹریچر سے حضرت مولانا سندھیؒ کو واقف رکھتے تھے آپ ان دنوں انگورہ میں ترکی حکومت کے مشیر خاص ہیں انہوں نے شیخ الہندؒ کی گرفتاری کی خبر پڑھ کر مولانا سندھیؒ کو سنائی تو مولانا نے عین العمارۃ کے تالار میں یہ شعر آویزاں کرایا ؎

ما خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

ہم ظلم کی وجہ سے گھر سے بھاگے ہوئے ہیں کوئی اچھا پیغام ہمارے ملک کا نہیں ہے

مولانا سندھیؒ جو کبھی یاس کے دام میں نہ پھنسے ہر حال میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کی آس میں سرگرم عمل رہتے اپنے اُستاد محترمؒ کی گرفتاری کی خبر سُنکر فوراً انہوں نے اپنے راہوار سعی کو ایڑ لگائی خود جمرود، ڈھکہ کے محاذ پہ افغان فوجوں کی کمانڈ کرنے لگے اور اپنے سیکرٹری ظفر الحسن کو ہتول کوہاٹ کے شمال میں بھیجا انہوں نے وہاں بھاری توپیں نصب کیں۔ توپ درست طور پہ گولہ نہ پھینکتی تو ظفر الحسن نے اسی میں سے ایک پرزہ نکالا جسے پڑھ کر زاویہ وغیرہ درست کیا اب گولہ ٹھیک نشانے پہ پڑا انگریز افواج میں کھلبلی پڑ گئی۔

اساتذہ کرام

اندرون ملک حضرت امرتسری امیر شریعتؒ اور حضرت لاہوری شیخ التفسیر رح نے اپنے قرآنی انقلاب انگیز جلسوں اور درسوں سے انگریز کے خلاف ہر کہ ومہ کو چشم گریاں وسینہ بریاں کر دیا۔ اس وقت اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور کی جماعت دہم کا ایک طالب علم تھا کبھی خواجہ عبدالحی شاگرد حضرت مولانا سندھی رح کے درس قرآن میں زانوئے ادب تہ کرتا خواجہ صاحب آج کل اسلامیہ کالج لاہور میں درس وتدریس دے رہے ہیں ان دنوں بھی درس قرآن ہی دے رہے تھے چنانچہ کبھی حضرت لاہوری شیخ التفسیرؒ کے شاگرد حاجی محمد عظیم سے جہاں حساب الجبرا کے سوالات حل کرتا وہاں انہیں سے سورۂ انفال کی دفعات جنگ بھی سیکھتا اس طالب علم کے برادر معظم الحاج نور احمد صاحب خوشنویس تھے انہوں نے اس طالب علم میں سیاسی جلسوں اور قرآنی وعظوں کی دلچسپی پیدا کر دی

دعوت امیر

ادھر مولانا سندھی رح نے امیر امان اللہ کی طرف سے ہندوستانیوں کو انگریز کے خلاف دعوت دے دی کہ پشاور جمرود، اور ڈھکہ کی راہ کھلی ہے میں ہندوستانیوں کی ہر ممکن خدمت کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ امیر شریعتؒ اور حضرت شیخ التفسیرؒ کے جلسوں سے انگریز کے خلاف ہر جگہ مسلمان بے چین ہو گیا۔

ماہ شوال ۱۳۳۸ھ کے ایام سلخ ۱۹۲۰ء میں لوہاری اور موری دروازے کے درمیان جہاں اس وقت ہوٹل نعمت کدہ ہے جلسہ منعقد ہُوا حضرت لاہوریؒ نے انگریز کے خلاف تقریر دلپذیر کی، اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خانؒ اور اسلامیہ کالج کے عربی پروفیسر مولانا اصغر علی روحی رح نے زبردست تائید کی آخر میں امیر شریعت رح نے اسلامیان لاہور کو حالات حاضرہ سے باخبر کیا اور وقت کی للکار سے دلوں کو گرما دیا فرمایا "لاہور یوا کابل جانے والے چلے گئے"، اس وقت ملتان کے مولانا عبدالحق ابھی گئے تھے اور لاہور کے اکے دُکے روانہ ہو گئے تھے اے جی دفتر کا نوجوان کلرک مولانا سردار محمد اور ماسٹر علم الدین صاحبان پشاور پہنچ گئے۔ یہ دونوں بزرگ ابھی لاہور میں زندہ ہیں

رات کافی بھیگ چکی تھی جلسہ برخاست ہُوا دونوں بھائی گھر پہنچے والدہ ماجدہ راہ دیکھ رہی تھیں پوچھا بیٹو! اتنی دیر تک جلسہ ہی سنتے رہے"، جواب دیا "ہاں جی ترک مائیں بھی تو ہیں جو خود اپنی اولاد کو برضا ورغبت خدا کی راہ میں جہاد کے لئے بھیج دیتی ہیں"، صحابیاتؓ بھی تو تھیں جو قریبی اعزہ کی شہادت کی خبر سنتیں تو الحمد للہ کہہ کر یہی دریافت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بخیریت ہیں؟ پیاری ماں کو اللہ نے حوصلہ عطا فرمایا۔ بیٹو! تم دونوں ہی تو اس وقت میرے گھر کے چشم وچراغ ہو۔ اچھا میں تمہیں خدا کی راہ سے تو روک نہیں سکتی جاؤ سپُرد خُدا۔ برادر معظم کی اہلیہ بستر مرگ پہ تھی بولے اس کی وفات کے بعد چلیں گے۔ ان سے کہا! امیر امان اللہ کی طرف سے حملہ ہو چکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر جہاد میں شریک نہ ہو سکیں لہذا اُو نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے دو تین دن میں لین دین کا حساب صاف کر لیا۔

ترکِ وطن

واقعی خدا تعالےٰ ہی مسبب الاسباب ہے۔ پشاور کو کوئی کوئی گاڑی جاتی تھی لیکن عام ٹکٹ بند ہو چکا تھا۔ محلے میں ٹی ٹی محمد شاہ صاحب رہتے تھے ان سے کابل جانے کا مقصد عرض کیا وہ بولے کل صبح بغیر بستر کے لاہور سٹیشن پہ آ جائیں۔ رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔ یکم رمضان کو سحری کے وقت امی جانؒ نے میٹھی روٹیاں پکا کر پلے باندھ دیں اور کہا گاڑی کا سفر ہے راستے میں جہاں سورج غروب ہوگا ان روٹیوں سے افطاری کر لینا۔ فجر کی نماز کے بعد بالائی منزل پہ امی جانؒ نے برادر اعظم کو بوسہ دیا اور روانہ کر دیا۔ نچلی منزل میں آئی کہ سب سے چھوٹے بیٹے کو بھی الوداع کہوں۔ جماعت دہم کا طالبعلم پہلے ہی کوچے میں جا کھڑا ہوا کہ ماں سے زیادہ محبت ہے کہیں یہ محبت اللہ کی راہ

میں حائل نہ ہو جائے چنانچہ کھسک گیا۔ والدہ ماجدہؒ جب پیچھے آئی تو نہ پایا، اتنا فرمایا راضی بہ رضا۔ بہر حال دونوں نے لاہور اسٹیشن کی راہ لی۔

جناب ٹی ٹی نے جب دیکھا کہ طویل سفر کے مسافر گلے میں حمائل ڈالے صرف تن کے کپڑوں میں ملبوس آگئے ہیں تو سٹیشن کے قلیوں سے کوئی کپڑا مانگنے لگے کہا گیا شاہ صاحب! اللہ کا دیا گھر میں سب کچھ تھا۔ اس لئے اس حالت میں آگئے ہیں کہ آپ نے بستر لانے سے منع کر دیا تھا اس پر وہ بولے میاں! کوئی قمیص چادر تو ہو سرد ملک کی طرف جا رہے ہو فوراً ایک قلی کو دوڑایا۔ امیؒ نے دو قمیص اور اور چند جوڑے کپڑوں کے بھیج دیئے۔ گاڑی میں سوار کر دیئے گئے۔ گاڑی لالہ موسیٰ پہنچی تو جناب محمد شاہ ٹی ٹی کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ چنانچہ اس نے دونوں کو محمد علی ٹی ٹی کے سپرد کر دیا اور پشاور لے گئے وہاں نمک منڈی میں ایک بالا خانے پر چند مہاجر جمع تھے جن میں راجپوتانے کے شوکت عثمانی بھی تھے، ایک مختصر سا پہلا قافلہ لنڈی کوتل کی راہ جلال آباد کو پہلے روانہ ہو چکا تھا چند دن انتظار کیا۔ کچھ مہاجر تھکال بالا سے آگئے۔ جب تعداد پچیس تک پہنچ گئی تو پہلے قافلے کے پیچھے ہو لئے جمرود پر بعض افسروں نے منع کیا لیکن کسی کی نہ سُنی اور سرحد کو پار کیا۔ دو نفل پڑھے کہ کافر کے ملک سے نکل آئے ہیں۔ اب اسلامی ملک میں داخل ہو گئے۔ افغان پہرہ دار بڑے تپاک سے ملے۔ پیدل جلال آباد پہنچے یہ افغانستان کا کا پہلا صوبہ ہے۔ یہاں چند دن پہلے انگریز بم باری کر چکا تھا۔ بعض عمارتیں گری پڑی تھیں۔ مہاجرین پہلے قافلے کا بعض دوست یہاں انتظار کر رہے تھے۔ سپہ سالار جنرل نادر خاں سے ملاقات ہوئی۔ وہ نہایت خلیق شخص تھے۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ میں کوئی ڈاکٹر یا انجینئر بھی ہیں " عرض کیا جناب عالی! کچھ متوسط طبقے کے اور اکثر غریب لوگ امیر کی دعوت پر اللہ کی راہ میں نکل آئے ہیں۔"

ثمرۂ سعی

شیخ الهند مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا سندھیؒ کی سعی پیہم بیرون ھند اور امیر شریعتؒ اور شیخ التفسیرؒ کی اندرون ملک اتم کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریز نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ کہ صلح کر لی جائے۔ چنانچہ افغانستان سے محمود بیگ طرزی آئے اور راولپنڈی میں صلح کی داغ بیل پڑنے لگی لیکن عوام کی ہجرت کا سیلاب ایسا آیا کہ تھمتا نہ تھا۔ سندھ سے تو سپیشل ٹرین جاری کرنی پڑی۔ جلال آباد میں دوسرے قافلے کو تانگوں میں سوار کر کے کابل بھیج دیا گیا استقبال کے لئے خود امیر امان اللہ موٹر میں آئے چند دن قیام کیا قاضی عبد الولی جو انور پاشا شہید کے ایڈی کانگ رہ چکے تھے۔ انگریز کے خلاف معرکوں کے چشم دید حالات سناتے رہے جن سے جہاد کا جذبہ تیز تر ہوتا گیا امیر نے کابل سے چالیس میل آگے جبل السراج کے صحت افزا مقام پر مہاجرین کو جمع کرنا شروع کر دیا، توت، خوبانی اور بادام کے باغات وقف کر دیئے گئے کھیتی باڑی کے لئے زمین کی پیش کش ہونے لگی۔ الحاج نور احمد صاحب خوش نویس سے کہا گیا کہ کابل سے اخبار اتحاد مشرقی نکلتا ہے اس کی کتابت کریں انہوں نے فرمایا کتابت تو لاہور میں کرتے ہی تھے۔ ہم تو جہاد کے لئے نکلے ہوئے ہیں

انگریز نے امیر سے صلح کر لی آباؤ اجداد جو انگریز کے وظیفہ خوار تھے امیر نے اس جوئے کو گردن سے اتار پھینکا اور آزاد حکمران کہلانے لگا۔ صلح نامے کے کاغذات میں کہا گیا کہ یہ فتح امان اللہ کی نہیں اصل میں عبید اللہ کی ہے لہٰذا اسے آئندہ افغانستان میں نہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ حضرت سندھیؒ نے افغانستان کو ترک کرنے کی ٹھان لی۔

سمرنا کا معرکہ

اسی اثنا میں انگریز نے دوسری چال چلی یونانیوں کو ترکوں کے خلاف ابھار کر ترکی کے شہر سمرنا پر حملہ کرا دیا۔

جب انگریز افغان صلح کی خبر سُنی گئی اور ساتھ ہی معلوم ہوا کہ انگریز کی شہ پر یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی خبر درست ہے تو جبل السراج میں ابھی کوئی ایک سو مہاجر پہنچے تھے۔ جنہیں امیر امان اللہ کی طرف سے بار بار کھیتی باڑی کرنے کے لئے کہا جاتا تھا اور وہ ہر بار یہی جواب دیتے تھے کہ ہم نے تو جہاد کے لئے گھر بار کو ترک کیا تھا۔ ہمیں کھیتی باڑی سے کیا سروکار۔

سب نے قرآن حکیم پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھایا کہ ہم ترکی پہنچ کر مصطفےٰ کمال پاشا کی مدد کریں گے اس وقت بھی جہاد ہو رہا ہے امیر امان اللہ نے بہتیرا سختی اور درشتی سے روکا۔ لیکن جہاد کے جذبے کا نشہ کچھ ایسا چڑھا ہوا کہ کوئی ترشی اسے اُتار نہ سکتی تھی۔

کابل سے روانگی

امیر صاحب کو مہاجرین نے تحریری طور پر نوٹس دے دیا کہ فلاں جمعہ نماز پڑھ کر روانہ ہو جائیں گے خواہ انہیں توپ سے اڑا دیا جائے۔ مقررہ تاریخ پر ابھی نماز جمعہ پڑھ رہے تھے کہ ٹیلیفون پر اجازت دے دی گئی۔ اسباب کے لئے گدھا خچر تو لوگوں نے پہلے ہی کرایہ پر لے رکھا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر اسباب باندھنا شروع کر دیا۔

ہری پور ہزارہ کے اکبر خاں جوان رعنا قافلہ سالار بنائے گئے اور اسیؒ نوّے افراد کے اس قافلے نے مزار شریف اور بخارا کی طرف کوچ کیا۔ کوہ ہندوکش کے دامن میں ایک پل ٹوٹا ہوا تھا جس کی وجہ سے قلۂ کوہ تک پہنچ کر اسے عبور کرنا تھا۔ جذبۂ جہاد اور جوانی کا عالم تھا کہ چوٹی پر پہنچ کر رات ہوگئی۔ اگرچہ جولائی گرمی کا مہینہ تھا لیکن بالائے کوہ سردی کا یہ حال تھا کہ پہاڑ کی جھاڑیوں کو اکھاڑ کر اکٹھا کیا اور آگ لگا دی بس ساری رات اس آگ کے گرد چکر کاٹتے رہے اور تاپتے رہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ طبقۂ زمہریر میں پہنچے ہوئے ہیں جوں توں کر کے صبح ہوئی برف پر ہاتھ مل کر وضو کیا۔ سورج نکلا تو قافلہ حرکت میں آیا۔ چہروں کی سطح سردی سے جل کر سیاہ ہوگئی دو دن ہندوکش سے اترتے رہے چند دن کے بعد سیاہ جلد اکھڑ گئی اور سفید رنگ نکل آیا۔ تیئس ۲۳ دن .... کے سفر کے بعد تاش غرگان اور غور کے علاقے کو اکثر نے پیدل اور بعض نے گھوڑوں پر طے کیا۔

آخر افغانستان کے صوبے مزار شریف میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک عثمانی ترک سے ملاقات ہوئی وہ کئی سال پہلے زارِ روس کی قید سے فرار ہو کر یہاں مقیم تھا وہ سمرنا کا رہنے والا تھا۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ ہم ترکی جا رہے ہیں تو منت سماجت سے ہمراہ ہو گیا اس کا نام بدل کر سرفراز رکھا گیا۔ (باقی باقی)

حضرت مولانا عبدالمومن فاروقی

مسلمان حکمران

یہ بادشاہ اور وزیر تھے یا درویش اور فقیر؟

اگر پوری دنیائے اسلام میں سے صرف ہندوستان کے مسلمان سلاطین اور ان کے امراء وزراء کی سیرت پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ تو آپ کو عالی ہمتی۔ بلند حوصلگی، کمالات وخصوصیات کے تنوع قبائے شاہی کے اندر درویشی مہمات سیاسی کے انہماک وتن دہی کے ساتھ عبادت کی مشغولیت وسرگرمی اور علمی ذوق ومطالعہ کے ایسے نادر نمونے ملیں گے جن کی نظیر عام انسانی تاریخ میں ملنی بہت مشکل ہے، اور جن کی تصدیق میں اس زمانہ کا تنگ ظرف ذہن اور انسانی ترقی وکمال کا محدود تصور بار بار دقتیں محسوس کرے گا۔

سلطان شمس الدین التمش کی سلطنت کی وسعت اور اس کی ملکی وسیاسی مصروفیت کا حال تاریخ ہندوستان کا ہر طالب علم جانتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اس کی انتظامی مشغولیت شاہانہ ضروریات ومطالبات، جنگوں اور سفروں کا ہونا اس کی مذہبی پابندی اور معمولات میں مطلق حارج نہ تھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی کبھی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو جب اس وصیت کا اعلان کیا گیا تو سلطان ہی آگے بڑھا اور اس نے نماز پڑھائی۔

سلطان غیاث الدین بلبن، ناصر الدین محمود، فیروز تغلق کی مذہبی زندگی اور مذہبی پابندی کا حال کوئی چھپا ہوا واقعہ نہیں۔

سلاطین گجرات

سلاطین گجرات بالخصوص دین ودنیا کی جامعیت کا بہترین نمونہ تھے۔ محمود شاہ اول دم ۹۱۷ھ) اور اس کے بیٹے مظفر شاہ حلیم دم ۹۳۲ھ) کے حالات اس کی بہترین شہادت ہیں۔

مولانا حکیم سید عبدالحیٔ صاحب مظفر شاہ حلیم کے تذکرہ یاد ایام میں لکھتے ہیں:—

محمود شاہ کے بعد اس کا فرزند رشید نعم الخلف ونعم السلف کا صحیح مصداق مظفر شاہ حلیم تاج وسریر کا مالک ہوا۔ علم وفنون میں یہ علامہ محمد کا شاگرد تھا اور حدیث علامہ جمال الدین محمد بن عمر سے پڑھی تھی، قرآن مجید حفظ کر لینے کا شرف ایسی عمر اس کو نصیب ہوا تھا جس کی نسبت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

درایام جوانی چناں کہ افتد دانی

اس فضل وکمال کے ساتھ تقویٰ اور عزیمت کی دولت بھی اس نے خداداد پائی تھی۔ تمام عمر قرآن وحدیث پر عمل رہا ہمیشہ باوضو رہتا تھا۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا، روزے عمر بھر نہیں چھوٹے۔ شراب ناب کو کبھی منہ سے نہیں لگایا، کبھی کسی پر بے جا سختی نہیں کی، بدزبانی سے کبھی اپنے منہ کو گندہ نہیں کیا، عجیب تر یہ ہے کہ اس پیکر تقدس میں سپہ گری اور ملک داری کی صفتیں بھی علیٰ وجہ الکمال مجتمع تھیں۔ مالوہ کی فتوحات عظیمہ تاریخوں میں پڑھئے اور ان سے اس کے اخلاق فاضلہ کا اندازہ کیجئے۔

جس وقت مظفر شاہ فاتحانہ حیثیت سے مملکت مالوہ میں داخل ہوئے ہیں اور ہمرکاب امراء نے شاہان مالوہ کے سامان تجمل اور خزائن ودفائن کو ملاحظہ کیا اور اس ملک کی سرسبزی وشادابی پر اطلاع پائی تو مظفر شاہ سے عرض کیا کہ اس جنگ میں تقریباً دو ہزار سوار درجہ شہادت کو پہنچ چکے ہیں یہ مناسب نہیں ہے کہ اس قدر نقصان اٹھانے کے بعد پھر ملک کو اسی بادشاہ کے حوالے کر دیا جائے جس کے سوا تدبیر سے مندلی رائے نے اس پر قابو پالیا تھا بادشاہ نے یہ سنتے ہی سیر موقوف کر دی اور قلعہ سے باہر نکل کر محمود شاہ کو ہدایت کی کہ کسی کو قلعہ کے اندر نہ جانے دیا جائے محمود نے التجا کی کہ آپ چند روز قلعہ کے اندر آرام فرمائیں مگر مظفر شاہ نے اس کو بالکل قبول نہیں فرمایا اور بعد کو ظاہر کیا کہ میں نے یہ جہاد محض خداوند برحق کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ مجھ کو امراء کی تقریر سے اس بات کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے مبادا کوئی خطرہ فاسد میرے دل میں پیدا ہو اور میرا خلوص برباد ہو جائے۔

زندگی کی آخری گھڑیاں

انتقال کے قریب علماء وارکان دولت کی ایک مجلس میں بادشاہ نے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر بیان کیا کہ میں خدا کے فضل وکرم سے قرآن مجید کے حفظ کے ساتھ ہر آیت سے متعلق ضروری مسائل واحکام اسباب نزول اور اصول تجوید کا علم رکھتا ہوں اور اپنے استاد علامہ جمال الدین محمد بن عمر بحرق سے جن احادیث کی سند لی ہے وہ مع متن وسند اور راویوں کے حال کے مجھے حفظ ہیں۔ اور اب چند مہینوں سے حضرات صوفیائے ومشائخ کے طریق پر تزکیہ نفس میں مشغول ہوں اور مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کی بنا پر ان کے برکات کی امید رکھتا ہوں۔ تفسیر معالم التنزیل ایک بار ختم کر چکا ہوں۔ دوبارہ پھر شروع کی ہے نصف تک پہنچ گیا ہوں باقی انشاء اللہ جنت میں ختم کروں گا۔

جمعہ کی نماز کے قریب احتضار کی کیفیت شروع ہوئی، لوگوں کو حکم دیا کہ نماز پڑھنے جائیں، خود ظہر کی نماز پڑھی اور کہا کہ ظہر کی نماز میں نے تمہارے یہاں پڑھی ہے۔ عصر کی نماز انشاء اللہ جنت میں پڑھوں گا۔ انتقال کے وقت حضرت یوسفؑ کی یہ دعا زبان پر تھی

"پروردگار تو نے مجھے حکومت عطا فرمائی اور باتوں کا مطلب نتیجہ نکالنے کا فن سکھلایا اے آسمان وزمین کے بنانے والے! تو ہی میرا کارساز ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ایسا کیجئو کہ دنیا سے جاؤں تو تیری فرمانبرداری کی حالت میں جاؤں اور ان لوگوں میں داخل ہو جاؤں جو تیرے نیک بندے ہیں۔

شیرشاہ سوری

شیرشاہ سوری دم ۹۵۲ھ) کے اوقات کی فہرست جو مورخین نے تاریخ میں محفوظ کر دی ہے ملاحظہ ہو، اس زمانہ میں متوسط درجہ کے مشغول انسان کے لئے بھی ان کا التزام مشکل ہو جائے کہ اس مصروف ترین بادشاہ کے لئے جس کو پانچ برس کی مدت میں ایک صدی کا کام کرنا تھا اور جس کو بظاہر اپنی انتظام وسیاسی مشغولیت سے ایک لمحہ کی فرصت نہیں ہونی چاہیئے تھی۔

شیرشاہ تہائی رات رہتی کہ بیدار ہو جاتا

غسل کرتا اور نوافل پڑھتا، نماز فجر سے پہلے اوراد ختم کرلیتا، پھر مختلف محکموں کے حسابات دیکھتا اور دن کے اہم کاموں کے متعلق حکام واہل کاران سلطنت کو ہدایات دیتا اور روزانہ کا نظام عمل بتلاتا تاکہ دن کے وقت سوالات کرکے اس کو پریشان نہ کریں۔ ان سب سے فارغ ہوکر نماز فجر کے لئے وضو کرتا اور جماعت کے ساتھ نماز فجر پڑھتا پھر اذکار و اوراد میں مشغول ہوجاتا، اتنے میں حکام سلام کے لئے حاضر ہوتے، بادشاہ نماز اشراق سے فارغ ہوکر لوگوں کی ضروریات معلوم کرتا، اور گھوڑے، علاقے، جاگیریں اور مال جس کو جیسی ضرورت ہوتی دیتا پھر اہل مقدمہ اور داد خواہوں کی طرف متوجہ ہوتا اور ان کی دادرسی اور حاجت براری کرتا پھر افواج شاہی اور اسلحہ کا معائنہ کرتا اور فوج کے نئے امیدواروں کی قابلیت کا اندازہ کرکے ان کے تقرر کا حکم دیتا۔ پھر ملک کی روزانہ آمدنی اور مالیہ کا معائنہ کرتا۔ پھر ارکان سلطنت، امراء اور سلطنتوں کے سفراء اکابر حاضر ہوتے ان سے گفتگو کرتا، پھر حکام اور اہلکاروں کی عرضیاں گذرتیں ان کی سماعت کرتا اور حکم لکھواتا، پھر دوپہر کا کھانا تناول کرتا علماء و مشائخ بھی دسترخوان پر ہوتے۔ پھر ظہر کی نماز تک دو گھنٹے اپنے ذاتی کام انجام دیتا اور قیلولہ کرتا، پھر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھتا اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ اس سے فارغ ہوکر پھر امور سلطنت میں مشغول ہوجاتا، سفر وحضر میں اس نظام الاوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی کہا کرتا تھا کہ بڑا آدمی وہ ہے جو اپنا پورا وقت ضروری کاموں میں صرف کرے"۔

اورنگ زیب عالمگیر

سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کے تفصیلی حالات پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ یہ دنیا دار بادشاہ جو کابل و قندھار سے لے کر دکن تک حکومت کرتا تھا اور اس پوری وسیع سلطنت کی بذات خود نگرانی کرتا تھا، اپنی عالی ہمتی اور عزم کی قوت سے اتنا وقت نکال لیتا تھا کہ تمام معاملات ملکی کے ساتھ اول وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھے، جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرے، سنن و نوافل کی پابندی کرے۔ سخت گرمی میں رمضان کے پورے روزے رکھے اور رات کو تراویح پڑھے۔ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں مسجد میں اعتکاف کرے، دوشنبہ پنجشنبہ اور جمعہ کو ہر ہفتہ روزہ رکھے ہمیشہ با وضو رہے اذکار و ادعیۂ ماثورہ کا پابند رہے ہر روز صبح قرآن مجید کی تلاوت کرے اور تمام ملکی و سیاسی مشاغل اور انتشار طبیعت کے ساتھ پوری دلجمعی سے حضرت خواجہ سیف الدین دنبیرۂ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ایسا استفادہ باطنی کرے کہ وہ اپنے والد نامدار حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو اس میں آثار ذکر کے ظاہر ہونے کی اطلاع دیں، روزانہ کی مصروفیتوں کے ساتھ اور اتنا وقت نکال لے کہ فتاوی عالمگیری کو جو اس کے حکم سے علماء ترتیب دے رہے تھے روز کا روز سنے اور مشورہ دے۔

عالمگیرؒ کی تخت نشینی کا زمانہ کتنا پرآشوب اور تلاطم خیز تھا اس زمانہ میں اس کو سلطنت کی از سرنو تنظیم کرنی پڑی، اٹھے ہوئے فتنوں کو دبانا پڑا۔ لیکن یہ عالمگیرؒ ہی کی عزیمت تھی کہ اس زمانہ میں جب اس کو سر اٹھانے کی مہلت نہ تھی اس نے قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے وقت نکال لیا اور اپنی کتاب "اربعین" کی جس میں اس نے چالیس حدیثیں جمع کی تھیں، شرح لکھی۔

عبدالرحیم خان خاناں

عبدالرحیم خان خاناں نے درسی کتابیں مولانا محمد امین اندجانی اور قاضی نظام الدین بدخشانی سے پڑھیں۔ اور حکیم علی گیلانی اور علامہ فتح اللہ شیرازی سے علمی استفادہ کیا پھر جب گجرات میں قیام کا موقعہ ملا، تو علامہ وجیہ الدین بن نصراللہ گجراتی سے مزید تحصیل علم کی۔ ان اساتذہ وقت کے علاوہ اس کا دربار اہل کمال اور ماہرین فن کا مرکز تھا۔ ان سے برابر علمی مذاکرہ و استفادہ رہتا تھا، یہاں تک کہ تمام علوم و فنون میں تبحر پیدا کرلیا۔ اکثر اصناف علم و ادب میں ذوق سلیم، ناقدانہ نظر اور فیصلہ کن رائے رکھتا تھا، زبان دانی میں دیکھئے تو اس کو ہفت زبان کہنا صحیح ہوگا — عبدالرزاق خوانی مآثر الامراء میں لکھتا ہے کہ عربی فارسی، ترکی، اور ہندی زبانوں میں مہارت کامل رکھتا تھا، ان سب زبانوں میں فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرتا اور بے تکلف آبدار شعر کہتا۔

ان علمی کمالات کے ساتھ فنون جنگ اور سپہ گری میں یگانۂ روزگار اور شجاعت و بہادری میں نامدار تھا، گجرات و سندھ اور دکن کی فتوحات اس کی شجاعت و خوش تدبیری کی یادگار ہیں۔ اخلاق و کرم کے لحاظ سے دیکھئے تو تمام مؤرخ اس کے حسن خلق، نرم خوئی، بردباری، خاکساری اور تواضع کے ثنا خواں ہیں۔

داد و دہش اور سخاوت کی حیثیت سے دیکھئے تو سید غلام علی بلگرامی شہادت دیتے ہیں کہ اگر عبدالرحیم خاں خاناں کے انعامات اور صلے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور تمام شاہان مغلیہ کے انعامات اور زرپاشی ایک پلڑے پر ہو تو عبدالرحیم کا پلڑا بھاری رہے گا (خزانہ عامرہ)

علمی ذوق و مطالعہ کے انہماک کا عالم یہ تھا کہ عین میدان جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر کتاب کے اجزاء ہاتھ میں کھلے ہوئے ہوتے، نہانے کا وقت بھی کتاب سے خالی نہ ہوتا خدام کتاب کھولے سامنے کھڑے ہوتے نہاتے کے ساتھ ساتھ کتاب کا مطالعہ بھی جاری رہتا —

دینی رجحان اور طبیعت کی صلاحیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نگاہ التفات اور نظر انتخاب سے محظوظ تھا اور ان خوش قسمت افراد میں شامل تھا جن کو حضرت مجدد کے مکتوب الیہ اور معتمد علیہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مجددؒ صاحب کے مکتوبات سے اس کی، قلبی تعلق اور گہری ارادت کا پتہ چلتا ہے۔ اسی جامعیت کی بنا پر ایک وسیع النظر اور محتاط مورخ کے قلم سے اس کے تذکرہ میں الفاظ نکلے ہیں کہ ایسے جامع کمالات انسان کی نظیر ہندوستان تو ہندوستان اقالیم سبعہ میں بھی مشکل سے ملے گی۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۵)

وزیر گجرات

آصف خاں وزیر گجرات کا حال پڑھئے تو جامعیت و باکمالی کی ایک دوسری تصویر نظر آئے گی، عبدالعزیز نام تھا، عبدالملک کے بڑے بیٹے تھے، کچھ کتابیں والد سے پڑھیں، حدیث و فقہ قاضی برہان الدین نہروانی سے حاصل کی، علوم حکمیہ میں ابوالفضل گازرونی اور ابوالفضل استرآبادی کے شاگرد تھے، علوم و فنون کی تحصیل سے فراغت ہوئی تو دربار شاہی میں پہنچے بہادر شاہ کے زمانہ میں وزارت ملی، محمود شاہ کے زمانہ میں وکالت مطلقہ کے عہدہ پر سرفراز ہوئے، باوجود ان مناصب جلیلہ کے درس و تدریس اور مذاکرہ علمی کا مشغلہ آخر وقت تک قائم رہا

بعض سیاسی انقلابات کی وجہ سے ایک آصف خاں نے مکہ معظمہ میں قیام کیا، وہاں

علمارِ حرمین اور بلاد امصار کے باکمال ان کے علمی و عملی کمالات، دینی استقامت و عزیمت اور عبادت کی مشغولیت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے علامۂ عصر ابن حجر مکی نے تو ان کے فضائل و مناقب میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور غالباً کسی ہندی کے مناقب میں ایک مسلم الثبوت عرب عالم کی یہ پہلی تصنیف ہے، جس میں ان کے فضل و کمال تقویٰ و تقدس کی بڑی مدح سرائی کی ہے۔

علمارِ حرمین کی شہادت ہے کہ جواری اور خدام اور جاہ و حشم کے باوجود ان کی زندگی مکہ معظمہ میں بالکل زاہدانہ تھی۔ قرآن کے دس پارے تہجد میں پڑھتے۔ ابن حجر مکی کی شہادت ہے کہ مکہ معظمہ کے دس سالہ قیام میں مسجد حرام میں ان کی کوئی جماعت فوت نہیں ہوئی۔ ان کی قیام گاہ مطاف کے محاذ میں تھی۔ کبھی نوافل، ذکر و تسبیح، مراقبہ، مطالعہ کے علاوہ ان کو کسی حال میں نہیں دیکھا گیا، اونچی اونچی کتابوں کا درس اور علمار سے علمی مذاکرۂ بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رہتا۔ علمار حرم بڑے شوق سے ان کی علمی مجالس میں شریک ہوتے، اعلیٰ درسی اور دینی فنون کتابوں کے اشکالات پر فاضلانہ و محققانہ گفتگو و تحقیق ہوئی

اپنے ملک کے باہر

علمی سرپرستی اور قدر دانی کا یہ عالم تھا کہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آصف خاں مکہ معظمہ میں آکر رہے تھے تو عجیب طرح کی رونق مکہ معظمہ میں پیدا ہو گئی تھی، علمار و فقہا ان کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے، علم کا چرچا بڑھ گیا تھا۔ اور مکہ والوں نے تحصیل علم میں بڑی کوشش کی تھی۔ طلبہ ہر طرف سے سمٹ آئے تھے اور انہوں نے حصول پر مستقل توجہ کی اور دقائق علمی کی اس غرض سے جستجو و تلاش . . . . کہ آصف خاں کے سامنے ان کو پیش کریں اور رسوخ پیدا کریں اور مشکلات فن کو محفوظ کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے اس کا تقرب حاصل کریں یہ سب اس وجہ سے تھا کہ اس نے اہل علم پر اپنے احسان و کرم کے دائرہ کو اس قدر وسیع کر دیا تھا کہ جس کی نظیر اس کے معاصرین میں ایک مدت سے موقوف تھی، یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے ہر گلی کوچہ میں ان کو اس طرح دعائیں دی جاتی تھیں جس طرح لبیک کی صدائیں ایام حج میں بلند ہوتی ہیں۔

آصف خاں کے فضائل و کمالات کی دور دور شہرت ہوئی کہ سلطان ترکی نے ان کی ملاقات کی آرزو ظاہر کی اور شریف مکہ کے توسط سے شاہانہ اعزاز و اکرام کے ساتھ قسطنطنیہ بلایا اور بڑی توجہ اور اعزاز کے ساتھ اس جامع کمالات ہستی سے گفتگو کی۔ ایک رفیق سفر جس نے مکہ معظمہ سے قسطنطنیہ تک آصف خاں کے ساتھ سفر کیا تھا بیان کرتا ہے کہ اس پورے سفر میں آصف خاں نے کبھی رخصت پر عمل نہیں کیا۔

خسرو پاشا حاکم مصر نے آصف خاں کے لئے ایک خلعت بھیجی اور سفیر نے باصرار عرض کیا ہے کہ بادشاہ کی خوشی کے لئے آپ اس کو ایک مرتبہ بدن پہ ڈال لیں تاکہ پہننے کو ہو جائے، آصف خاں نے معذرت کی کہ یہ قبا ریشمی ہے۔ میں اس کو کسی طرح نہیں پہن سکتا

تجزیہ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر بادشاہ مظفر شاہ حلیم و اورنگ زیب اور ہر امیر و وزیر عبدالرحیم خان خاناں اور آصف خاں نہیں تھا لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ انسان کی عظمت و کمال کا معیار اس زمانہ میں عام طور پر بہت بلند تھا، اس کی بڑائی اور کامیابی کے لئے بہت سی ایسی صفات اور کمالات ضروری سمجھے جاتے تھے جو بعد کے زمانہ میں خصوصاً مغرب کے مادی اقتدار کے دور میں عظمت کی شرائط سے خارج ہو گئے ہیں۔ وہ معیار لوگوں کی نظر کے سامنے ہر وقت رہا کرتا تھا، عوام بھی اس کی توقع کرتے تھے اور اہل ہمت بھی اپنے تئیں ان کا ایسا پابند سمجھتے تھے کہ ہمیشہ ان کی جدوجہد میں رہا کرتے تھے اور کبھی اس بارہ میں اپنے کو معاف نہیں کرتے تھے — دنیاوی عظمت و ترقی کا بلند زینہ ان میں دین کی طرف سے دون ہمتی نہیں پیدا کرتا تھا دنیاوی مشاغل کا ہجوم اور شدت انہماک حکومت و ریاست اور وزارت کی ذمہ داریاں مذہبی فرائض بلکہ سنن و نوافل کی طرف سے بھی ادنیٰ غفلت پیدا نہیں ہونے دیتی تھی عیش و عشرت کے وسائل اور دولت، تن آسانی اور راحت طلبی پیدا نہیں ہونے دیتی تھی۔ دوسری چیزوں اور شعبوں کے انحطاط کے ساتھ اس عالی ہمتی اور جامعیت میں بھی تنزل ظاہر ہوا اور وہ نمونے جو ہر زمانہ میں بکثرت نظر آتے تھے۔ خال خال نظر آنے لگے، لیکن پھر بھی وہ معیار باقی تھا اور دماغوں اور دلوں پر اس کی حکومت تھی، اپنے اپنے دور کے عالی ہمت اور صاحب عزم افراد اس معیار پر پورا اترنے کے لئے کوشاں رہتے . . . . تھے اور اس کے لئے اپنی راحت و لذت اور خواہشات قربان کرتے تھے ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے کچھ پہلے اور اس کے بعد ہندوستان کے اہل وجاہت و اہل علم پر نظر ڈالئے نواب کو مفتی صدر الدین خاں، نواب قطب الدین خاں نواب وزیر الدولہ مرحوم والی ریاست ٹونک نواب کلب علی خاں والی رام پور مدار المہام منشی جمال الدین خاں وزیر ریاست بھوپال نواب سید صدیق حسن خاں ایسے جامع اوصاف بزرگ ملیں گے جن میں ریاست و امارت اور علم و فضل کے ساتھ زاہدوں کا زہد عابدوں کی سرگرمی طالب علموں کا انہماک و شوق مطالعہ اور سپاہیوں کی چستی طبع تھی اور یہ اس کا نتیجہ تھا کہ زندگی کا نمونہ اور معیار (آئیڈیل) بلند تھا۔

ایک اور واقعہ

انیسویں صدی کے آغاز سے جب عالم اسلامی پر مغربی قوموں کی تاخت شروع ہوئی تھی اور اسلامی ممالک میں انہوں نے اپنے قدم جمانے شروع کئے اسی وقت سے تقریباً ہر اسلامی ملک میں باحمیت مسلمانوں نے حملہ آوروں کا مقابلہ اور جدوجہد شروع کی، اور اگرچہ ان کمزوریوں اور مادی و جنگی عدم مساوات کی وجہ سے جس کی تاریخ کئی صدیوں کی پرانی ہے۔ ان کو شکست ہوئی۔ لیکن انہوں نے اپنے ممالک کو ہنسی خوشی حملہ آوروں کے ہاتھوں میں جانے نہیں دیا اور کافروں اور پردیسیوں کی حکومت و غلبہ پر ایک لمحہ کے لئے راضی اور قانع نہیں ہوئے اس وقت اور بعد میں بھی عرصہ دراز تک، مسلمانوں کی زندگی اور قیادت کا مرکز علماء و مشائخ کی جماعت تھی، چنانچہ ہر قسم کی بے سروسامانی کے باوجود یہ جماعت میدان میں آئی اور برسوں حملہ آوروں کا راستہ روکے کھڑی رہی۔ اسلامی ممالک میں مغربی حملہ آوروں سے تصادم سب سے پہلے ان ملکوں میں پیش آیا جہاں عثمانی سلطنت یا دوسری اسلامی حکومت سے پہلے کمزور تھی۔ چنانچہ ایک ہی زمانہ میں ایک طرف مغرب میں الجزائر میں فرانس اور مشرق میں بحر خزر کے مغربی ساحل پر طاغستان میں روس کا حملہ ہوا الجزائر میں فرانسیسی حملہ اور طاقت کا مقابلہ وہاں کے ایک درویش عالم امیر سید عبدالقادر الجزائری ۱۸۰۸ – ۱۸۸۳ نے کیا اور ۱۸۳۲ء سے ۱۸۴۷ء تک پندرہ برس فرانسیسیوں کے سیاسی اغراض اور جنگی فتوحات میں روک بنے رہے۔ طاغستان میں مشائخ نقشبندیہ روس کے مقابلہ میں میدان میں رہے اور ۱۸۳۲ء میں انکا فاضل درویش قائد غازی محمد ملقب بقاضی ملا طویل مقابلہ اور جدوجہد کے بعد

شہادت سے سرخرو ہوا — (حرم)

کٹھن گھاٹیاں

(ابوالسراج مبشر)

اللہ تعالےٰ ہم سے دین کے کاموں کے کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دین کے کام ان حضرات کے لئے آسان ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دین کو سوچا اور سمجھا ہے اور جن کو قیامت کے آنے کا، اللہ کے سامنے پیش ہونے کا اور دنیا کے تمام اعمال اور کاروبار کے حساب دینے کا یقین ہے اور دین کے اعمال کی پابندی کا التزام اور دینی زندگی گذارنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں اور ایسے حضرات جو ہوا اور ہوس کی راہ چلتے ہیں اور ہدایت کے بدلہ ہوئی کی پابندی کو پسند کرتے ہیں اور قیامت کی راحت اور مسرتوں کو دنیا کی راحت اور مسرتوں پر قربان کرتے ہیں ان کے نفس پر دین کے کاموں کو انجام دینا شاق اور گراں گزرتا ہے۔ اس لئے ذیل کی آیت میں قرآن شریف نے دین کے کاموں کو گھاٹی فرمایا... قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝

ترجمہ! بھلا ہم نے نہیں دیں اس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور اور دکھلا دیں اس کو دو گھاٹیاں سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر، اور تو کیا سمجھا ہے وہ گھاٹی چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک کے دن میں یتیم کو جو قرابت والا ہے یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے پھر ہوئے ایمان والوں میں جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی وہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے ـــ

اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنے احسانات سے مشکور فرمایا ہے۔ دیکھنے کو آنکھیں دیں بولنے کو زبان دی، اور دو ہونٹ دیئے ہیں جن سے اس کا چہرہ اور ماحول خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور کھانے میں اور کلام کرنے میں ان سے مدد لیتا ہے اور اللہ نے انسان کو دو گھاٹیاں دکھلا دی ہیں

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ دو گھاٹیوں سے سے خیر و شر کی دو راہیں مراد ہیں تاکہ خیر کے راستہ پر چلے اور شر کے راستہ سے بچے، خیر کی راہ پر چلنا نجات ہے۔ اور شر کی راہ پر چلنا ہلاکت ہے مگر انسان ہے کہ اس قدر انعامات کی بارش اور ہدایت کے اسباب کی موجودگی میں بھی اسے توفیق نہیں ہوئی کہ دین کی گھاٹی پر آ دھمکتا اور مکارم اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہوا دین اور دنیا کی کامیابیوں کے بلند مقامات پر پہنچ جاتا، مگر ایسا بدنصیب انسان دین کے کاموں سے دور ہے اور خیر و شر کی دو راہوں میں فرق نہیں کرتا، اپنی بینائی میں خیر کو خیر اور شر کو شر نہیں دیکھتا حق اور خیر کے تبلاتے ہیں اس کی زبان کو حرکت نہیں ہوتی ناحق اور باطل کے رسم و رواج کی پابندیوں نے دنیا کی بدنامیوں اور ذلتوں میں اور قیامت کے عذاب اور رسوائیوں نے اس کو اوندھا ڈال دیا ہر شخص اپنے خیال میں اپنے عمل اور اپنی راہ کو خیر کی اور کامیابی کی راہ سمجھتا ہے۔ لیکن تمام خیالات اور اعمال ہیں دو راہیں خیر اور صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ صحیح راہ خیر کی راہ کامیابی کی راہ صرف ایک ہے اور اس کے سوا تمام راہیں اور تمام خیالات اور اعمال اللہ کی ایک راہ میں دخل دینے والے اور تفرقہ ڈالنے والے محرکات ہیں جس سے احتراز کرنا اللہ کی ایک راہ پر استقامت کے لئے بہت ضروری ہے

اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

ترجمہ! اور اللہ نے حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی، سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے اللہ کے احکام اور سنن نبوت کی پابندی اور اللہ کے عہد کو اعتقاداً و عملاً پورا کرنا یہ ہے صراط مستقیم جو کوئی بھی اس کے سوا دوسرے راستہ پر چلا وہ خدا کے راستے سے بھٹکا قرآن شریف نے سُبل جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی راہ کے سوا گمراہی کا ایک راستہ نہیں ہے بلکہ ضلالت اور گمراہی کے بہت راستے ہیں جن کی طرف آنے کی دعوت دینے والے اللہ کی راہ میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں اللہ کی راہ میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا سب سے بڑی گمراہی اور تمام تفرقہ اندازوں کی اصل اور نصب العین صرف یہی ہے ایسے داعیوں اور مصلحین کی ایسی دعوتوں اور راہوں پر چلنے سے اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو روکتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ۔ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سے فرقے آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں دین کی وحدت کو توڑنا...... اور مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹنا دین کی وحدت اور سالمیت کے لئے بڑا خطرناک امر ہے جس نے بھی فرقہ پرستی اور فرقہ بازی کی لعنت کا طوق گلے میں ڈالا ہے اس سے تعلق اور اس کا تعاون ہرگز نہیں چاہئے بنی اسرائیل میں دین کے اندر اختلاف اور تفرقہ کا ہیضہ ہو چکا تھا اور امت مسلمہ نے بھی بنی اسرائیل کی نقشیوں اور قدائم کو بڑی سرگرمی کے ساتھ دہرایا ہے اس لئے ہر فرقہ کو اپنے فرقہ کے نقطہ نگاہ سے اپنے اعمال اور راہ کے صواب اور صحیح ہونے کا دعویٰ ہو سکتا تھا اور یہ ایسا دعویٰ ہے جس کے لئے قرآن شریف نے اعمال خیر کی اور نجات اور کامیابی کی راہ کی خود تفسیر کر دی ہے اور تفصیل کے ساتھ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنن اور ارشاد میں اس کو بیان فرمایا ہے، غلام کو آزاد کرنا قرضدار کی گردن کو قرض کے بار سے چھڑانا دین کا کام اور خیر کا راستہ اور پاکیزہ عمل ہے

امام احمد نے ابن حبان سے روایت کیا ہے ایک اعرابی نے حضور سے کہا مجھے ایسا عمل بتلایئے کہ مجھے جنت میں لے جائے حضورؐ نے فرمایا ـــ اعتاق نسمۃ اور فک رقبہ

ایسا عمل ہے اور فرمایا۔
کہ اعتاق نسمتہ یہ ہے کہ تو اکیلا اس کو آزاد کر دے اور فک رقبہ یہ ہے کہ اس کے آزاد کرنے میں قرضدار کی گردن کے بوجھ اتارنے میں مدد کرے اور نیز نجات کا راستہ اور عمل خیر یہ ہے کہ قرابت والے یتیم کو بھوک کے دن کھانا کھلا دے یا محتاج کو جو خاک میں مل رہا ہے۔ ہر یتیم کو کھلانا خیر اور نجات ہے مگر جو بھوکا ہے سختی کے دن ہیں ضرورت کے ایام ہیں۔ بھوکے یتیم کو لوگ اچھا نہیں جانتے اور سختی کے ایام میں ہر کسی کو اپنا فکر ہے ایسے یتیم کو اور ایسے دنوں میں کھلانا بڑا ایثار اور اللہ کو بہت پسندیدہ ہے
سلمان ابن عامرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسکین کو دینا ایک صدقہ ہے اور قرابت دار کو کھلانا دو صدقہ ہیں۔ ایک تو دینے کا صدقہ ہے اور دوسرا صدقہ صلہ رحمی ہے، ہر محتاج کو دینا صدقہ ہے مگر جو فقر و فاقہ تنگدستی سے خاک میں مل رہا ہے۔ فقیر ہے اور مقروض بھی ہے محتاج ہے مگر اس کا کوئی نہیں ہے اس کو کسی سے توقع بھی نہیں مسکین ہے مگر اکیلا نہیں ہے۔ اہل و عیال والا بھی ہے۔ ایسے مسکین کو کھلانا جس سے نام شہرت نمود اور عوض کا خیال تک نہیں آسکتا اللہ کو بہت پسندیدہ ہے۔ یہ تمام اعمال خیر اور اجر کے ثواب اور نجات کے اعمال ہیں۔ مگر قرآن شریف کے ضابطہ میں قیامت کے اجر اور نجات کے لئے صرف یہ اعمال کافی نہیں ہیں بلکہ ان اعمال میں اسباب نجات و بخشش کے لئے ایک اہم اور ضروری شرط ہے۔ اگر وہ شرط موجود نہیں ہے تو یہ تمام اعمال ضائع اور اکارت ہیں۔ قیامت کے معاملہ میں وہ تمام اعمال نامقبول ہیں اور وہ ضروری اور اہم شرط ایمان ہے۔ مذکورہ اچھے اعمال ایسے لوگوں میں بھی ہو سکتے ہیں جن میں ایمان نہیں ہے اور ان کے ایسے اعمال کا فائدہ دنیا میں اچھی شہرت نیک نامی وغیرہ امور میں ان کو پہنچتا ہوگا مگر اللہ کی رحمت و رضوان قیامت کے دن بخشش اور نجات کے لئے ان کے اعمال میں روح اور طاقت نہیں ہے۔ اس لئے قرآن شریف نے فرمایا ایسے اچھے کام اور خیر کے اعمال کرنے والے ایمان والوں میں ہوں اور ایسے ایمان والے ہوں کہ صبر و تحمل اور رحم کھانے کی تاکید کرتے ہیں۔ دین کے فرائض اور حقوق کے ادا کرنے میں

باقی ص ۱۷

آہ! چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(از مشتاق حسین بخاری)

۳۰ ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کو صبح ۸ بجے چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے

انا للہ و انا علیہ راجعون

دراصل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرتؒ کی فرقت ان پر شاق گزر رہی تھی اور وہ دن بدن جان لیوا بیماریوں کا شکار ہوتے گئے، عملاً اس دنیا سے اچاٹ ہو چکے تھے بظاہر صاحب فراش تھے لیکن بباطن معلوم ہوتا تھا کہ ان کی زندگی کا مشن پورا ہو چکا ہے اور وہ خالق حقیقی سے وصل کے متمنی ہیں۔

چوہدری صاحب کی ذات گرامی قارئین کرام سے محتاج تعارف نہیں۔ حضرتؒ کی زندگی میں اگرچہ انہوں نے ہر دینی خدمت میں حصہ لیا انجمن "خدام الدین" کے متعدد شعبہ جات ان سے دامے، درمے، سخنے مستفید ہوتے رہے، دوا خانہ ہو یا صنعتی شعبہ، مدارس دینیہ ہوں یا نشر و اشاعت کتب دینیہ۔۔۔۔ چوہدری صاحبؒ ہر کار خیر میں رُوح رواں تھے، حضرتؒ جب سفر پر ہوتے یا شدید علالت میں، تو چوہدری صاحبؒ ان کی مسند درس پر بیٹھتے خطبہ جمعہ بیان فرماتے اور ان کی نیابت کے جملہ فرائض انجام دیتے، لیکن جس وقت۔۔ ہفت روزہ خدام الدین معرض وجود میں آیا تو معلوم ہوا کہ چوہدری صاحب کی وہ سرگرمیاں تو محض ایک بار گراں سے متحمل ہونے کی تیاریاں تھیں، ہفت روزہ خدام الدین کے اجراء کی تحریک چوہدری صاحب کے دل سے اٹھی، الفاظ کے جامے میں حضرتؒ کے سامنے آئی، لیکن اسے بلا تامل شرف قبولیت حاصل نہ ہو سکا، ایک دینی اخبار کا اجراء اس دور بے دینی۔۔۔۔۔ میں کوئی معمولی کام نہ تھا۔ چوہدری صاحب صحافت پیشہ نہ تھے، اگرچہ آپ میں علمی قابلیت بدرجہ اتم تھی، ایک نہایت ذمہ دار سرکاری آفیسر رہ چکے تھے اور بحیثیت آفیسر ان کی قابلیت کا نقش حکومت اور معاصر افسران کے دل پر موجود تھا۔ تاہم میدان صحافت میں قطعاً نو وارد تھے، حضرتؒ کے یمین و یسار ایسا شخص موجود نہ تھا اس کو دینی خدمت سمجھ کر کرتا انہی وجوہ کی بنا پر حضرت کو اجرائے اخبار میں پس و پیش تھا لیکن چوہدری صاحب کے بے حد خلوص، جذبۂ خدمت اور تنظیمی صلاحیتوں نے حضرتؒ کی دعاؤں کو حقیقت میں بدل دیا۔ خدام الدین کا پہلا پرچہ چند اوراق پر مشتمل تھا اور یہ چند سو کی تعداد میں طبع ہوا، اور جس وقت چوہدری صاحب رحؒ نے بوجہ خرابیٔ صحت پرچہ کو تین سال قبل چھوڑا تو دس ہزار سے زائد اس کی اشاعت تھی۔

ابتداء میں خدام الدین کا ادارہ صرف چوہدری صاحب کی ذات گرامی تھی۔ ایک خادم سے لے کر ایک ایڈیٹر اور منیجر تک کے فرائض اکیلے ہی سرانجام دیتے۔ دفتر میں ان کے علاوہ صرف ایک کاتب ہی تھا۔ مقامی طور پر جمعہ کے روز خود ہی خدام الدین کو بیچتے۔ اس کے لئے نہ انہوں نے دفتر ضروری سمجھا اور نہ ساز و سامان، جب تک ہو سکا گھر ہی میں کام کرتے رہے اور پرچہ کی کاپیاں خود ہی جوڑ کر پریس بھجواتے۔ بعد میں اشاعت میں وسعت نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور انہوں نے مسجد میں باقاعدہ دفتر بنا لیا۔

خدام الدین سے ان کا تعلق ایسے ہی تھا۔ جیسے ایک باغباں کو پودے سے وہ سالہا سال تک خون پسینے سے اس کی آبیاری کرتے رہے نہ رات چین اور نہ دن آرام، ایک ایک پیسے پر نظر اور ایک ایک حرف میں احتیاط ان کی پالیسی تھی اپنے

مسلک کی اشاعت تو کی لیکن بحث و مباحثہ کی پر خار وادی میں کبھی قدم نہ رکھا۔ مفاد پرست اخبار جو دین کے نام پر طلب زر میں مبتلا تھے اکثر چیلنج کرتے کہ بحث و تمحیص سے خدام الدین کے اوراق کو ملوث کرو لیکن چوہدری صاحب نے اس استطاعت کے باوجود بھی کبھی پرچہ میں ان کا نوٹس نہ لیا چنانچہ آج تک "خدام الدین" کی مثبت طریق سے اشاعت کرتا ہے اور مخالفین تک اس کی ان خوبیوں کا اعتراف کر چکے ہیں۔

جرأت و بیباکی ان کی خاص صفات تھیں بحیثیت سرکاری آفیسر وہ درس و تدریس کا کام کرتے اور دینی کاموں میں عام حصہ لیتے تحریک ختم نبوت میں وہ حضرتؒ کی مسند پر بیٹھ کر درس دیتے رہے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ایک سرکاری ملازم کے لئے اس قسم کی باغیانہ تحریک کے ساتھ وابستہ ہونا خودکشی کے مترادف تھا خاص طور پر وہ آفیسر جس کی مدت ملازمت میں صرف ایک سال باقی ہو اور وہ باعزت و انعام ملازمت سے سبکدوش ہونے والا ہو۔ لیکن انہوں نے اپنی بے مثال جرأت سے ثابت کر دیا کہ خدمت دین کا فریضہ ہر حالت میں ادا ہونا ضروری ہے۔ حضرتؒ کے متعلق ایک غلط افواہ مقامی روزنامے میں شائع ہوئی تو آپ نے سول سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر بذریعہ خط بنام ایڈیٹر اس کی تردید کی۔ انہی وجوہ پر مارشل لاء کورٹ کے سامنے پیش ہوئے وہاں ایسا حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کیا کہ فوجی عدالت انگشت بدنداں رہ گئی اور آپ کو ... بیّنہ الزامات سے مبرا گردانا

خدام الدین ایک دینی رسالہ تھا جس کے لئے سرکاری مراعات وغیرہ خارج از امکان تھیں لیکن چونکہ چوہدری صاحب رح ہمت کے دھنی تھے۔ آپ نے پرچہ کو نہ صرف تمام سرکاری مدارس کے لئے منظور کروایا بلکہ جیلوں میں بھی اسے لگوایا۔ اخباری کاغذ کا کوٹا پرچہ کے لئے منظور نہیں تھا حکومت سے منظوری کا کیس لڑنا ہر ایک آدمی کے بس کی بات نہ تھی لیکن چوہدری صاحب نہ جانے کہاں کہاں گئے اور اس وقت چین لیا جب رسالہ خدام الدین کو یہ رعایت مل کے رہی

سادگی وہ کہ باید و شاید۔ ایم اے ایل ایل بی کی تعلیم علی گڑھ سے پائی اور گورنمنٹ میں اعلیٰ عہدوں پر ملازمت پائی لیکن حضرتؒ کے ہاں آنے کے بعد ان کے عکس میں منعکس ہو گئے۔ کھدر پوشی اختیار کر لی۔ اور انگریزی لباس کو منہ نہ لگایا مسجد کے قریب ایک کرایہ کے مکان میں رہنا پسند کیا لیکن عمر بھر مکان بنانے کا ارادہ نہ کیا کہ اس طرح حضرتؒ سے دور ہو جائیں گے اور دینی خدمات کما حقہٗ انجام نہیں دے سکیں گے۔

آپ کی پوری زندگی قلمبند کرنے کے لئے نہ اہلیت ہے نہ فرصت، چوہدری صاحبؒ ان خال خال خوش قسمت بزرگوں میں تھے۔ جن کی حضرتؒ نے اپنی زندگی میں مجمع عام میں تعریف کی، یہ کوئی معمولی بات نہیں جن پر اللہ کے مقبول بندے خوش ہوں انہیں اور کیا چاہیئے۔

راقم السطور کو چوہدری صاحبؒ کی قیادت میں مدت مدید "خدام الدین" میں کام کرنے کی سعادت نصیب رہی ہے۔ جلوت و خلوت میں جو خوبیاں ان کی دیکھی ہیں اور جو دینی جذبہ ان میں موجود پایا ہے کہ شاید ایسا خلوص زندگی بھر دیکھنے کو بھی نہ ملے۔

چوہدری صاحب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ان کو یاد رکھنے والے بھی یہی انجام پائیں گے۔ لیکن ایک ایسی یادگار چھوڑ گئے ہیں جو اس وقت تک زندہ رہے گی۔ جب تک اللہ کو دین حق زندہ رکھنا منظور ہے۔ وہ ہے ہفت روزہ خدام الدین جس کے وہ بانی بھی تھے اولین ایڈیٹر بھی، مینجر بھی، محرر بھی اور خادم بھی —— رحمۃ اللہ علیہ

بقیہ:- کٹھن گھاٹیاں ص۱۵ سے آگے

بقیہ:- کٹھن گھاٹیاں ص۱۵ سے آگے

چست ہیں اور تمام قسم کی سختیوں کو اس راہ میں برداشت کرتے ہیں۔ سنگدل اور خدا کی مخلوق پر سخت گیر نہیں ہیں بلکہ خدا کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں نرمی اور شفقت کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ ان میں اعانت اور ہمدردانہ جذبات ہیں۔ اور ایسے مکارم اخلاق اور اوصاف جمیلہ کے اتصاف کے ساتھ ایمان کی دولت سے ان کے قلوب معمور ہیں اور مذکورہ اعمال کے اجر اور ثواب کی امید صرف حق تعالےٰ سے کرتے ہیں

حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کی مخلوق پر رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کریں گے اور فرمایا زمین کے رہنے والوں پر رحم کرو آسمان والے تم پر رحم کریں گے اور فرمایا جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور بڑوں کا حق نہیں جانا وہ ہم سے نہیں ہے رسالت مآب کی سنت اور دین و طریقہ پر نہیں ہے۔ جن حضرات میں ایسے اوصاف ہیں وہ بڑے نصیب والے ہیں بڑے مبارک ہیں عرش عظیم کے دائیں جانب ان کو جگہ ملے گی اور ان کو دائیں ہاتھ میں ان کا اعمال نامہ دیا جائے گا اسلام کے ایسے اعمال اور اخلاق سے دنیا اور قیامت میں ایک مسلمان سرخرو ہوتا ہے

جن حضرات کے پاس ایمان کی دولت اور صبر و ترحم کا سرمایہ ہے اور مکارم اخلاق صبر و برداشت کے زیور اور احسان و مروت اعمال خیر اور بنی نوع انسان کے ہمدردانہ اخلاق سے آراستہ اور حق تعالےٰ کے انعامات کی بارش سے مشکور ہیں خیر اور شر میں اچھے برے عقائد اور اعمال میں فرق کرتے ہیں دین کی وحدت میں کوشش اور دین میں تفرقہ سے احتراز کرتے ہیں ایسے خوش نصیب اور پاکیزہ نفوس حضرات کے لئے دنیا اور قیامت کی دونوں زندگیوں میں اطمینان اور مسرتیں ہیں اور ایسے بابرکت حضرات کی زندگی دینی اسلامی زندگی ہے ایسے حضرات کی صحبت میں اللہ کی مخلوق نے اپنے نفوس کا تزکیہ کیا اور رشد و ہدایت کا درس لیا ہے۔ اور ایسے نفوس قدسیہ نے دین کا بولا بالا کیا ہے۔

جاہل اور بد اخلاق اور اعمال سوء کے ناہنجار انسان کو اللہ کی راہ کتاب و سنت کی راہ پر لگا دیا ہے ایسے پاکیزہ اعمال اور صحتمند عقائد و اخلاق مسلمانوں کی پہچاننے کی علامات اور اسلام کے محاسن کے دلائل ہیں اگر ہم میں ایسی پاکیزگی اور مکارم نہیں ہیں

تو ہمیں اپنے نفس پر پوری توجہ کرنی چاہیئے اور شمع اسلام کے پروانوں کی راہ اور زندگی میں اپنی خامیوں کا علاج اور اصلاح کرنا چاہیئے اور اللہ کی کتاب اور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوہ حسنہ کو لازمہ حیات بنانا چاہیئے۔

مولانا عبدالسلام قدوائی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قابل قدر مشورہ

اسلامی تاریخ میں صلح حدیبیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ آئندہ کامیابیوں کی تمہید تھی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی اہمیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق اپنی خوشنودی کا اعلان کیا ہے۔ بے شبہ حدیبیہ کا معاہدہ اسی اہمیت کے لائق ہے اور واقعی اس صلح نے آئندہ فتوحات کے دروازے کھول دیئے تھے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ ان نتائج تک پہنچنے میں ایک محترم خاتون کا بڑا حصہ ہے، اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنا قابل قدر مشورہ نہ دیتیں تو حالات قابو سے باہر ہو جاتے، اسلامی جمعیت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی، اور مسلمانوں کے اندر سخت انتشار برپا ہو جاتا اور ان کے نظام میں بڑی ابتری پھیل جاتی، صورت حال یہ تھی کہ اس معاہدہ میں بظاہر مسلمانوں کو اپنی توہین نظر آتی تھی، بعض دفعات ظاہرا بڑی ہی اہانت آمیز معلوم ہوتی تھیں، کفار قریش کا کوئی آدمی ... مسلمان ہوکر مسلمانوں کے پاس مدینہ منورہ میں آکر رہنا چاہتا تو اس کی اجازت نہ تھی اور معاہدہ کے مطابق مسلمانوں کا فرض تھا کہ اسے کفار کے حوالہ کر دیں لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی کفار کے پاس چلا جاتا اور ان کے ساتھ رہنا چاہتا تو مسلمانوں کو حق نہ تھا کہ اسے واپس بلا سکیں، اس طرح کا ایک واقعہ آنکھوں کے سامنے تھا، ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے، ان کے باپ نے اس جرم میں ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں، وہ کسی طرح گھسٹتے ہوئے لشکر اسلام تک پہنچے اور مسلمانوں سے درخواست کی کہ انہیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیں اور ان مصیبتوں سے نجات دلائیں، ان کی حالت .... دیکھ کر سب کا دل بھر آیا لیکن ان کے باپ سہیل ابن عمرو نے مطالبہ کیا کہ معاہدہ کے مطابق مسلمانوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ابو جندل کو اپنے پاس روک سکیں، مسلمانوں نے ازخود رسول اللہ صلعم نے بہت کوشش کی اور سہیل ابن عمر سے بڑی منت و سماجت سے درخواست کی کہ ابو جندل کو ٹھہرنے کی اجازت دے دے، لیکن سہیل کسی طرح راضی نہ ہوا، ابو جندل کی حالت دیکھ کر مسلمانوں کا غم سے پھٹا جا رہا تھا، لیکن معاہدہ کی دفعہ کے مطابق ابو جندل کو واپس کرنا پڑ رہا تھا، اس کے ساتھ خود معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی، معاہدہ کے شروع میں رحمٰن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا قریش نے گوارا نہ کیا۔ محمد رسول اللہ لکھنے کی بھی اجازت نہ دی اور اصرار کیا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھا جائے، یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دل سخت رنج محسوس کر رہے تھے، انہیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذلت کا باعث نظر آتا تھا، لیکن اللہ تعالےٰ کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے، اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کر لیا، مگر چونکہ مسلمانوں کے سامنے آئندہ جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور وہ مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ رہے تھے، اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہ کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے، معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرت نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوالیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہ آیا، جاں نثار اور فرمانبردار متبعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی جو لوگ اشارہ پر جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے، یہ کیفیت حضورؐ کو بہت غمگین کر رہی تھی، غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے، حضرت ام سلمہؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن و ملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورت حال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے، بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اس سے سخت تکلیف ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے، لوگ اس معاہدہ سے بہت ناخوش ہیں وہ اس امید میں آئے تھے کہ مکہ میں داخل ہوں گے اور خانۂ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہنچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہو سکا، نہ طواف و زیارت کا موقع نصیب ہوا، پھر جو معاہدہ ہوا، وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی، اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں، باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع کر دیں لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہو جائیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کے کہنے کے مطابق عمل کیا، نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہؓ نے بتایا تھا، سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کر دیئے، تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔

آپ نے دیکھا ایک محترم خاتون کی صلاح سے یہ پیچیدہ مسئلہ کس آسانی کے ساتھ حل ہو گیا اور اطمینان و خوش خرمی کے ساتھ مسلمان اپنے کام میں مصروف ہو گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ و رسول کی خوشی بھی حاصل ہوئی، آخرت میں مراتب بھی بلند ہوئے اور دنیا میں بھی کامیابی اور سرفرازی نصیب ہوئی اس اطاعت و فرمانبرداری کے صلہ میں اللہ تعالےٰ نے جلد ہی بڑا انعام بھی

باقی پر صفحہ ۱۸

بقیہ: اُمّ سلمہؓ صفحہ ۵ سے آگے

عطا فرمایا، لیکن یہ کچھ بھی نہ ہوتا اگر امّ سلمہؓ اپنے قابل قدر مشورہ سے مدد نہ فرماتیں واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جو بھی فتوحات حاصل ہوئیں اور خیر و برکت کے جو دروازے بھی کھلے، ان میں حضرت امّ سلمہؓ کے اس مشورہ کو بہت دخل ہے۔

بقیہ: بچوں کا صفحہ ۹ سے آگے

صدقات کے ذریعے بھی اپنی جماعت کے غریب اور بے کس ممبروں کی حالت سدھارنے پر زور دیا گیا۔ انہیں کام پر لگا دینا بڑا اجر ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص تندرست حالت میں آکر سوال کرتا ہے تو اسے ایک کلہاڑا منگوا دیتے ہیں تاکہ وہ اس سے لکڑیاں کاٹ کر اپنی زندگی بسر کرے اور سوال کرنے سے بچ جائے۔ حضورؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے انسان کی بھلائی کا ایسا دروازہ کھل گیا جو آج تک نہ کھلا تھا۔ انہوں نے ایسی جماعت بنائی جو انسانوں کو فائدہ ہی فائدہ پہنچانے والی تھی۔ مظلوم کی حمایت میں ظالم کا مقابلہ کرتے تھے۔ غرض عوام کے اخلاق کی اصلاح کے لئے مالی حالت کی اصلاح پہلی شرط ہے۔

بقیہ احادیث الرسول

وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: وَثَلَاثَةٌ، فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ وَاثْنَانِ، ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ: حضرت ابوالاسودؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا، تو آدمی ایک جنازہ لے کر گزرے، تو اس جنازہ کی بھلائی کی تعریف کی گئی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، کہ واجب ہوگئی، پھر دوسرے جنازے کو لے کر (آدمی) گزرے تو اس جنازہ کی بھلائی بھی کی تعریف کی گئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی پھر تیسرے جنازے کو لے کر گزرے تو اس جنازہ کی برائیاں بیان کی گئیں، تو اس پر بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ ابوالاسودؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے دریافت کیا کیا چیز واجب ہوگئی اے امیرالمومنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں نے اسی طرح کہا ہے۔ جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو بھی مسلمان ایسا ہو کہ چار آدمی اس کے لئے بھلائی کی گواہی دے دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ ہم نے عرض کیا، اور تین (بھی اگر گواہی دے دیں)، آپ نے فرمایا، اور تین بھی، ہم نے عرض کیا، اور دو! آپ نے فرمایا دو بھی (گواہی دے دیں تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے) پھر ہم نے ایک کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کیا۔ (بخاریؒ)

بقیہ: خطبہ جمعتہ المبارک ص۶ سے آگے

کو پرکھ کر ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھا اور ان کے دامن تقدس پر ادنیٰ درجہ کا دھبہ بھی نہیں آنے دیا۔ جیسا واقعہ تھا اسی کو اپنایا اسی کو ظاہر کیا، اور اسی پر امت کو چلایا (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اول ص۱۰ کا ترجمہ)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب جلد اول ص۲ پر صحابہ کرام کے متعلق لکھا ہے:۔

یہ لوگ خیر القرون ہیں اور تمام ان امتوں میں جو کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے بنائی گئی ہیں بہترین ہیں (خیر امت ہیں) ان سب کی عدالت اللہ تعالیٰ کی ثناء اور صفت ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ثناء سے ثابت ہوئی اور کوئی زیادہ عدالت والا اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اپنے نبی کی صحبت اور مدد کے لئے اور کوئی پاکیزگی اس سے افضل نہیں ہے اور نہ کوئی تعدیل اس سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ الآیہ

پھر صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے عدالت اور دیانت کی ثنا اور صفت سے جس عظیم الشان مرتبہ پر اپنے رسول کے اصحاب کو رکھا ہے وہ صرف اس لئے کہ ان کی ان روایتوں سے جن کو انہوں نے اپنے نبی سے فرائض اور سنتوں کو روایت کیا ہے تمام امت پر حجت قائم ہو جائے پس اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان تمام صحابہ رضؓ سے راضی ہو جائے یہ لوگ دین کو بعد والے مسلمانوں تک پہنچانے میں آپ کی طرف سے بہترین اور بہت اچھے مبلغ تھے۔

خلاصۂ کلام

یہ ہے تمام اہل حق اہل سنت والجماعت متفق ہیں، آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس کی شہادت دیتی ہیں کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل اور ثقہ ہیں، ان کی روایتیں مقبول اور معتمد علیہ ہیں۔ ان پر کوئی جرح اور تنقید نہیں ہو سکتی، انہیں کے ذریعہ دین، بعد والوں کو پہنچا اور وہ ہی مدار دین اور معیار حق ہیں۔

بقیہ: مجلس ذکر ص۵ سے آگے

دور کردوں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اسے رزق دوں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا، کہ عمل کی توفیق اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدید تک بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے ان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے اور ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کہتا ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے اس لئے آپ اپنے گھروں کی بھی اصلاح کریں۔ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں۔ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جائیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے، کہ گھر میں ذکر الٰہی کی برکت سے دلوں میں محبت والفت بڑھتی ہے، کوئی جھگڑا نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی اصلاح، اپنے گھروالوں اور دوستوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ اس طرح برسوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام دنوں میں ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قانون شکنی سے بچئے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مان کر نافرمانی کرنے والے کو فاسق کہتے ہیں۔ حضرتؒ اس کا ترجمہ بدمعاش کیا کرتے تھے۔ جو بے ایمانی، دھوکہ بازی، ڈنڈی مار کر سودا تولتا ہے جو غیر محرم عورت کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ وہ سب بدمعاش ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شرفاء کی عورتیں بناؤ سنگار کر کے بازار میں اپنے حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں۔ وہ بازاری عورتوں سے زیادہ بے حیاء کمینی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح، اپنے گھروالوں کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے ذکر اللہ کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بچوں کا صفحہ

غازی خدا بخش کیپٹن

انسان کے رہنے سہنے کی چوتھی منزل

گاؤں، قصبہ اور شہر کی ترقی کے بعد۔ انسان دنیا بھر کی تمام قوموں کے ساتھ تعلقات پیدا کرتا ہے۔ پہلے ہر ہر قوم کی اپنی اپنی حکومت قائم ہوئی ہر ایک نے اپنا فوجی نظام بھی مکمل کر لیا، تو ان حکومتوں کے درمیان جھگڑے شروع ہو گئے لڑائیوں تک نوبت آگئی۔

لہٰذا اب ضرورت پڑی کہ ان جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے ایک ایسا نظام قائم کیا جائے، جسے تمام قومیں قبول کریں۔ اس نظام کو بین الاقوامی نظام کہتے ہیں، اور یہی چوتھے درجے کی ترقی ہے یہ وہ منزل ہے جس کی طرف انسانی سوسائٹی رفتہ رفتہ ترقی کر رہی ہے اس کی ترقی کا دار و مدار قرآن مجید کے دو اصولوں پر ہے، ایک سچائی، صدق اور دوسرا انصاف، عدالت ہیں۔ قرآن حکیم کی تعلیم کا نتیجہ ہی یہ ہے کہ دنیا بھر کی قوموں کے درمیان ایک نظام پیدا کیا جائے جو ایک طرف تو خدا کو پہچانتے کے اصول یعنی اقتراب پر عمل کرے اور دوسری طرف انسان کی بنیادی ضرورتوں کے اصول کا خیال رکھے صحیح معاشی اصول یعنی اقتصاد یا مالی حالت پر قائم ہو اس کی شکل یہ ہو گی کہ ہر قوم قرآن حکیم کے انصاف بھرے نظام کو اپنے اندر جاری کرے اور دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔

قرآنی اصول پر قائم ہونے والی جماعت کا مقصد تمام قوموں کے درمیان ایک نظام کا بنانا ہے۔ جس میں قرآن ہی کا انصاف بھرا قانون سب قوموں کے قانونوں پر غالب ہو گا۔

ہماری آمدنی کا اثر ہمارے اخلاق پر

داناؤں نے اخلاق کی باتوں اور جماعت کی باتوں پر بہت کچھ لکھا لیکن ہر دو باتوں کو علیحدہ علیحدہ رکھتے ہوئے لکھا، چنانچہ یونان کے داناؤں میں ارسطو اور افلاطون وغیرہ گزرے ہیں اسلام کے داناؤں میں امام غزالیؒ وغیرہ ہوئے ہیں یورپ کے داناؤں میں ہیگل وغیرہ تھے انہوں نے جماعت اور اخلاق کے متعلق بہت سی باتیں لکھیں۔ لیکن کسی نے بھی ان دونوں باتوں کو آپس میں نہ جوڑا۔

امام ولی اللہ پہلے دانا اور حکیم ہیں۔ جنہوں نے ان باتوں کے درمیان تعلق بتایا۔ اب تک دانا یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ جماعت کو اخلاق کے ماتحت رکھا جائے اس کے بر خلاف امام ولی اللہ یہ لکھتے ہیں کہ جماعت کی آمدنی، جماعت کے اخلاق پر گہرا اثر ڈالتی ہے اس لئے جماعت کے اخلاق کو درست کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کی آمدنی اور مالی حالت کا خیال رکھا جائے وہ پاک اور جائز بھی ہو اور جماعت کا گزارا بھی درمیانی درجے پر خوبی کے ساتھ ہو جائے۔ جب تک اس قسم کا اچھا نظام لوگوں میں نہ پیدا ہو گا ان کے اخلاق درست نہیں ہوں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک انسان کی اپنی ہستی بھی خاص طور پر ضروری ہے لیکن وہ جماعت کے اندر شامل ہو کر اسے مکمل کرتا ہے جماعت سے علیحدہ رہ کر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس کے خلق کا پتہ بھی جماعت ہی میں معلوم ہوتا ہے اس کا بُرا یا بھلا ہونا بھی جماعت میں ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر جماعت کے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا تو کہا جائے گا وہ شخص نیک ہے۔ اور اگر نقصان پہنچے گا تو کہا جائے گا وہ شخص بُرا ہے جو شخص لوگوں سے الگ تھلگ رہے اسے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اچھا ہے یا بُرا ہے۔

ایک انسان اکیلا رہ کر پوری طرح ترقی ہی نہیں کر سکتا اس لئے اسے جماعت میں رہنا ہی پڑتا ہے۔ جماعت میں اس کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں۔ کہیں وہ گھر کے کنبے کا ممبر ہوتا ہے پھر وہ شہر کا باشندہ بھی ہوتا ہے اور اپنی قوم کا رکن بھی ہوتا ہے اور پھر ساری دنیا کی قوموں کی جماعت کا ممبر بھی ہوتا ہے اس طرح وہ ایک پیچیدہ انسانی جماعت کا پُرزہ ہے وہ ان سب پر اثر ڈالتا ہے اور سب سے اثر لیتا ہے، یہی اثر اس کے اخلاق میں شروع کا نقطہ ہے۔

حضرت امام ولی اللہ لکھتے ہیں کہ اخلاق کے اچھا یا بُرا ہونے میں انسان کی آمدنی کے حالات ہی اثر ڈالتے ہیں انسان جو کام کرتا ہے۔ اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے خیال پیدا ہوتے ہیں جو دل میں گزرتے ہیں اگر وہ بہت غریب ہے آمدنی بہت تھوڑی ہے۔ تو بعض اوقات چوری جیسے بُرے اخلاق میں پھنس جاتا ہے اور اگر مالی حالت اچھی ہے تو اس سے سخاوت کی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔

نماز روزے کی طرف بھی اطمینان کے ساتھ توجہ دیتا ہے۔ اسی طرح امام صاحب جماعت کے اخلاق درست کرنے کے لئے جماعت کی مالی حالت درست کرنے کو فرماتے ہیں زکوٰۃ اور

باقی بر صفحہ ۱۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام خدام الدین کی توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر رح حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار "خدام الدین" محض قال اللہ وقال الرسول کی آواز عام کرنے کے لئے شائع کرانا شروع کیا تھا کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا۔ اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ خواص و عام اس سے یکساں طور پر استفادہ کر سکیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی قیمت صرف ۴ آنے تجویز فرمائی تھی، جس میں آج تک کسی قسم کا اضافہ نہ کیا گیا۔ آجکل رسائل و اخبارات کا کاغذ عموماً نایاب ہو رہا ہے اور جو مل بھی رہا ہے اس کی ہوش ربا گرانی نے رسالہ کی اشاعت میں کافی مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے۔ موجودہ قیمت پر پرچہ کی فروخت سے کتابت، طباعت، اور سٹاف کی تنخواہ وغیرہ کا انتظام مشکل ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ایجنٹ حضرات کیطرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر سخت پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے، ہفتہ وار خدام الدین مورخہ ۱۸ اکتوبر ۶۳ء میں ایجنٹ حضرات کو اس تاخیر کیطرف توجہ دلائی گئی تھی لیکن سوائے چند ایک حضرات کے باقی ایجنٹوں نے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ نہیں دی

ان حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایکدفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات جلد از جلد ادا کریں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کیلئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر رقوم ادا نہیں کرتے اس لئے قارئین کیخدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چکا دیا کریں تاکہ وہ بل کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ خاموش نہ رہیں اور ماہوار حساب درست رکھیں۔ [مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور



(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)